سرکاری رپورٹ۔

آٹھواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

منعقدہ یکشنبہ مورخہ ۱۵ر مارچ سنہ ۱۹۸۷ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱-	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	۱
۲-	اعلانات رخصت کی درخواستیں۔	۳
۳-	مسز فضیلہ عالیانی صاحبہ کی جانب سے پیش کی گئی تحریک استحقاق کی بابت مجلس استحقاقات کی نظر ثانی شدہ رپورٹ پر غور۔	۴
۴-	مسودات قوانین (پیش کئے گئے) (i) بولان آبادی برائے غیر مالکان اندرونی دیہی علاقہ جات مسودہ قانون مصدرہ سنہ ۱۹۸۷ء (مسودہ قانون نمبر I) (ii) بلوچستان کچی آبادیوں کی (باضابطگی و ترقی) کا مسودہ قانون مصدرہ سنہ ۱۹۸۷ء (مسودہ قانون نمبر -۲-)	۶
۵-	صوبہ میں ترقیاتی سرگرمیوں پر بحث۔	۷

جلد ششم
شمارہ ہفتم

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز یکشنبہ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۸۷ء

بوقت گیارہ بجے صبح زیر صدارت محمد سرور خان کاکڑ، اسپیکر صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوتِ قرآن پاک و ترجمہ از قاری سید حماد کاظمی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن
بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ (پ۴۔ رکوع۔ ۲)

ترجمہ:۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک جماعت ضرور ایسی رہے / جو لوگوں کو نیکی کا حکم دے / اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتی رہے / ایسے ہی لوگ پورے طور پر کامیاب ہیں۔

اور دیکھو تم لوگ اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا / جنہوں نے تفرقہ پیدا کیا / اور باہم اختلاف کرنے لگے / اُس چیز کے بعد / کہ اُن کے پاس واضح ہدایت آچکی تھی۔ / اور یہی لوگ ہیں، جو بڑے عذاب سے دوچار ہوں گے۔

(وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ)

مسٹر اسپیکر۔ آج چونکہ دریافت کرنے کے لئے کوئی سوال نہیں ہے۔ لہٰذا وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔

اب سیکرٹری اسمبلی اعلانات کریں گے۔

مسٹر اختر حسین خان۔ سیکرٹری اسمبلی۔ آج رخصت کی پانچ درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ مسٹر عصمت اللہ موسٰے خیل صاحب نے درخواست بھیجی ہے۔ کہ وہ کسی ضروری کام کے سلسلے میں کوئٹہ سے باہر جا رہے ہیں۔ لہٰذا اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ برائے مہربانی ان کے حق میں ایک دن کی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ مسٹر گل زمان کاسی فرماتے ہیں کہ وہ طبیعت کی ناسازی کی بناء پر آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ پرنس یحیٰی جان صاحب اپنی درخواست میں کہتے ہیں۔ کہ

ذاتی مصروفیات کی بناء پر وہ پندرہ اور سولہ مارچ کے اجلاسوں میں شریک نہیں ہو سکتے ہیں۔ لہذا دو یوم کی رخصت انہیں دی جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ میر عبدالنبی جمالی صاحب نے درخواست بھیجی ہے کہ وہ اپنے علاج کے سلسلے میں کراچی جا رہے ہیں۔ لہذا ان کے حق میں دو دن یعنی پندرہ اور سولہ مارچ کی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ سردار نور احمد مری صاحب نے اپنی درخواست میں لکھا ہے کہ طبیعت خراب ہونے کے باعث وہ آج تا اختتام اجلاس اسمبلی کی کارروائیوں میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہذا انکو آج تا اختتام اجلاس کی رخصت دی جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر۔ معزز اراکین! میں ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ فوٹوگرافر حضرات

اسمبلی اجلاس شروع ہونے سے پہلے پانچ منٹ فولڈ اتارنے کے بعد براہ مہربانی ہال سے نکل جایا کریں۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ سیکرٹری صاحبان اور دیگر اہلکار اپنے متعلقہ وزیر صاحب یہاں گفتگو کرتے ہیں یہ اسمبلی کے قواعد وانضباط کار کے خلاف ہے۔ اگر کوئی معزز رکن بات کرنا چاہیں تو وہ بھی اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر بات کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

مسٹر اسپیکر: محترمہ مسز فضیلہ عالیانی صاحبہ کی جانب سے پیش کی گئی تحریک استحقاق پر اسپیکر کی طرف سے تشکیل کی گئی مجلس استحقاق کی رپورٹ پر غور ہوگا۔ واضح رہے کہ مذکورہ رپورٹ پر غور مورخہ گیارہ مارچ کے اجلاس میں ہونا تھا۔ جسے آج تک ملتوی کر دیا گیا تھا۔ سردار دینار خان کرد چیئرمین کمیٹی نے یہ رپورٹ اسمبلی کے چوبیس فروری ۱۹۸۷ء کے اجلاس میں پیش کی تھی۔

اگر کوئی صاحب اس رپورٹ پر اظہار خیال کرنا چاہیں تو ضرور کریں۔

آغا عبدالظاہر: جناب اسپیکر! جیسا کہ گذشتہ اجلاس میں ہم نے کہا تھا میں ایک مرتبہ پھر گذارش کروں گا۔ مس پری گل آغا سے کہ ہم آئے دن ایک دوسرے سے ناراض ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے کچھ کہتے ہیں۔ اگر ہم اپنے الفاظ واپس لے لیں تو میرے خیال میں اس میں شرمندگی محسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ ایسی بات نہیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ معذرت نہیں کرتی ہیں تو جس ہاؤس نے اس کمیٹی کو بنایا ہے اگر وہی ہاؤس اسے اڈاپٹ نہیں کرتا تو یہ ایک مایوس کن بات ہے۔

مس پری گل آغا وزیر تعلیم: جناب اسپیکر۔ اگر میری وجہ سے میری بہن کی دل آزاری

ہوئی ہے تو میں اس کے لئے معذرت چاہتی ہوں۔ (تالیاں)

مسز فضیلہ عالیانی ۔ جناب اسپیکر! اس ہاؤس نے میری تحریک استحقاق پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کے چیئرمین ایوان میں موجود ہیں۔ جناب والا! میں کمیٹی کے چیئرمین اور تمام ممبران کو مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ اس لئے کہ وہ خراج تحسین کے لائق ہیں۔ گورنمنٹ پارٹی میں ہوتے ہوئے بھی حق و انصاف کی بات جو ان کے سامنے آئی انہوں نے اس کے تحت فیصلہ کیا اور مجھ پر جو الزامات عائد کئے تھے ان کی پوری طرح چھان بین انہوں نے کی اور اس کے بعد یہ رپورٹ اس معزز ہاؤس میں پیش کردی اس کے بعد ہاؤس نے دوبارہ اس رپورٹ کو نظرثانی کے لئے اس کمیٹی کے سپرد کیا۔ نظرثانی کے بعد بھی مجھ پر عائد شدہ الزامات کو کمیٹی نے مسترد کردیا۔ اور اپنی رائے دی۔ میں اللہ کی شکر گذار ہوں اور اپنے بھائیوں کی بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے پھر بھی انصاف سے کام لیا۔ اور حق و باطل میں فرق ظاہر کردیا اور مجھے اپنے اللہ کے سامنے اپنے بھائیوں اور عوام کے سامنے اس معزز ایوان کے سامنے میرے اعتماد کو برقرار رکھا۔ خصوصاً اپنے عوام کے سامنے جنہوں نے انہیں ووٹ دیا تھا۔ جناب والا! مجھ پر جو الزامات عائد کئے گئے تھے۔ اگرچہ مجھے کمیٹی نے بے قصور قرار دیا تھا۔ لیکن پھر بھی یہ رپورٹ نظرثانی کے لئے بھیج دی گئی۔ لہٰذا میں امید کرتی ہوں کہ آئندہ اس ہاؤس میں کسی رکن کے خلاف جو الفاظ جو استعمال کئے جائیں وہ سوچ سمجھ کر استعمال کئے جائیں گے یہ ہاؤس جہاں ہم قوانین بناتے ہیں یہاں کسی کی عزت کو اچھالنا نہیں چاہیئے۔ مجھے خوشی ہے کہ مسز پری گل آغا نے اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا ہے جو کچھ انہوں نے کہا تھا۔ انہوں نے اعتراف کرلیا ہے کہ وہ صحیح نہیں تھا۔ میں آپ کی بھی شکر گذار ہوں اس لئے کہ آپ نے میری تحریک استحقاق پر رولنگ دی تھی۔ کہ واقعی میرا استحقاق مجروح ہوا تھا۔ جس کے تحت یہ

کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ جناب والا! اس ایوان کے تمام اراکین کی خواہش رہے گی اور ایوان کا وقار اسی طرح قائم رکھا جائے گا۔ تقریباً دس سالہ مارشل لاء کے دور کے بعد اس طرح جمہوری دور کا آغاز ہوا ہے لہٰذا جمہوری دور کے قیام کو فروغ دینا ہمارا اپنا فرض ہے۔ اس سلسلہ میں اسمبلی کے اندر اچھے کام ہوں تو ان کی حوصلہ افزائی کی جانا چاہیئے۔ اور اگر برے کام ہوں تو ان کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ تاکہ اس کا اثر بلوچستان اور پاکستان کے عوام پر اچھا پڑ سکے۔ اور لوگ ان پر اعتماد کر سکیں۔

مسٹر اسپیکر! مس بری گل آغا نے ابھی ہاؤس کے سامنے جو معذرت کی ہے۔ کیا ایوان اسے قبول کرتا ہے ؟

ایوان نے مس بری گل آغا کی معذرت قبول کر لی۔
(گیارہ بجکر بیس منٹ پر مسٹر ڈپٹی اسپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسودات قوانین۔ (پیش کئے گئے)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر! اب وزیر بلدیات ایوان میں مسودات قوانین پیش کرینگے

سردار احمد شاہ کھیتران وزیر بلدیات۔ جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں بولان آبادی برائے غیر مالکان اندرون دیہی علاقہ جات کا مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۷ء (مسودہ قانون ۱ مصدرہ ۱۹۸۷) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر! مسودہ قانون پیش ہوا۔ وزیر متعلقہ اب اگلا مسودہ

قانون پیش کریں۔

وزیر بلدیات:۔ جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں بلوچستان کچی آبادیوں کی (باضابطگی و ترقی) کا مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۷ء

(مسودہ قانون نمبر۔ ۲ مصدرہ ۱۹۸۷) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ مسودہ قانون پیش ہوا۔

(مسٹر اسپیکر دوبارہ تشریف لا کر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر اسپیکر۔ اب ایوان میں بلوچستان میں ہونے والی ترقیاتی سرگرمیوں پر بحث ہوگی اور معزز اراکین اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ لہذا میر محمد علی رند صاحب تقریر شروع کریں۔

مسٹر اسپیکر۔ میر محمد علی رند۔

میر محمد علی رند:۔ جناب اسپیکر! وزیراعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کی روشنی میں میرے حلقہ میں جو ترقی ہوئی ہے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ محکمانہ ایم پی اے فنڈ اور آبادی کے بنیاد پر جو رقم صرف ہوئی ہے وہ بھی اس میں شامل ہے۔ مجھے ایم پی اے فنڈ سے اسی لاکھ روپے ملے تھے۔ ہم نے اس سے وہاں پر ترقیاتی کام کرائے ہیں۔ اس رقم سے ہم نے کاریزوں کی صفائی و بڑھائی کی ہے۔ اس کام کی نگرانی کے لئے چار افراد کی کمیٹی تھی۔ ڈپٹی کمشنر اور میں اس میں شامل تھا۔ یہ ہماری نگرانی میں ہوئی۔ ہم نے اپنے علاقے میں بلڈوزر کل تین ہزار گھنٹے کے لئے دیئے جس پر ۵۰۰۰۰۴ روپے خرچ

ہوئے۔ یہ کام دشت امند، بلیدہ، اور نگور میں مکمل کیا گیا ہے۔

میرے علاقے میں درج ذیل واٹر سپلائی کی اسکیمیں تیار ہوگئی ہیں۔ جن سے لوگ پانی پی رہے ہیں ہم نے کل اس کے لئے ۶۰،۰۰،۰۰۰ (ساٹھ) لاکھ روپے مختص کئے تھے۔ اور یہ اسکیمیں ہیں۔

۱۔ ملاجات اس کے ساتھ چھ دیہات۔ ۱۵،۰۰،۰۰۰ لاکھ روپے
۲۔ ردیگ کل دو دیہات۔ 〃 〃 〃
۳۔ طول گڈہ کل چار دیہات 〃 〃 〃
۴۔ کہیر دن کل چھ دیہات 〃 〃 〃

پانی کی اسکیمات کے علاوہ دو ایگریکلچر بور ۷۰،۰۰۰ روپے سے کرانے ہیں اب تک ان پر کام نہیں ہوا۔ اس کا پیسہ بچا ہوا ہے۔

بیپل روڈ کے لئے ۵۰،۰۰۰ روپے رکھے گئے تھے۔ اس پر کام نہیں ہوا ہے پیسے بچے ہوئے ہیں اس کے متعلق فیصلہ ڈپٹی کمشنر کے ذریعے کیا گیا تھا۔ مگر ابھی تک اس پر کام نہیں شروع ہوا۔

جب ہمارے علاقے میں وزیر اعلیٰ بلوچستان تشریف لائے تھے انہوں نے بلاک فنڈ کے لئے مجموعی رقم ۲۹۰،۰۰۰ روپے دیئے تھے۔ اس کے لئے ہم نے ٹنڈر طلب کئے ٹھیکیداروں کو کام دیا گیا ہے اور درج ذیل کام مکمل ہو گیا ہے۔

۱۔ تحصیل مند حاجی اسکول چار کمرہ و برآمدہ ۴۰،۰۰۰ روپے سے مکمل ہو گیا ہے
۲۔ تحصیل تمپ ملانٹ پرائمری اسکول برآمدہ ۲۰،۰۰۰ روپے سے مکمل ہو گیا ہے
۳۔ تحصیل تمپ وکائی پرائمری اسکول برآمدہ 〃
۴۔ تحصیل بلیدہ گردانک پرائمری اسکول برآمدہ 〃
۵۔ تحصیل دشت کیل پرائمری اسکول برآمدہ 〃

۶۔ تحصیل نگور درچکو اسکول برآمدہ .... ۲۰۰۰۰ روپے سے مکمل لیا گیا
۷۔ تحصیل نگور سوا ہزارہ الیاس سورک پرائمری سکول برآمدہ 〃 〃
۸۔ گوھرک .... 〃 〃
۹۔ دشت تحصیل طول گی اضافی کمرہ اسکول .... ۳۰۰۰۰ روپے
۱۰۔ جان محمد بازار واٹر سپلائی۔ ...... ۴۰۰۰۰ کام بقایا ہے۔

ہم نے اس کام کے لئے تجویز اور اسکیم دی تھی مگر کام مکمل نہیں ہوا ہے
الحاج جام میر غلام قادر وزیر اعلیٰ بلوچستان جب مکران کے دورے پر تشریف لائے تھے۔ انہوں نے بلڈوزر کے لئے کل گھنٹے ۲۵۰۰ دیئے ہیں اور تحصیل مند تمپ تحصیل بلیدہ میں کام ہوا ہے۔

ہمارے علاقہ میں سینٹر فصیح اقبال صاحب نے بھی ۸۶، ۱۹۸۵ء برائے بلڈوزر ۱۳۳۳/- روپے دیئے ہیں یہ کام بھی بلڈوزر کا تحصیل مند، تحصیل تمپ، تحصیل بلیدہ میں ہوا ہے اور کام مکمل ہوگیا ہے۔ ہم نے ہر گاؤں میں فی کس دس گھنٹے زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم دو گھنٹے دیئے ہیں۔

واٹر سپلائی اسکیمات ایم پی اے بابت سال ۸۷-۱۹۸۶ء

ہم نے اپنے علاقے میں درج ذیل واٹر سپلائی اسکیمات رکھی ہیں۔ جن میں سے بعض پر کام شروع ہوگیا ہے۔ اور بعض کے ٹنڈر طلب کر لئے گئے ہیں اور کئی کے پیسے ریلیز ہوگئے ہیں۔ سکیمات درج ذیل ہیں۔

۱۔ بلوچ آباد ...... ۸۰،۰۰۰ روپے

۲۔	سوراب	۶،۰۰،۰۰۰ روپے
۳۔	گواگ	۸،۰۰،۰۰۰ روپے
۴۔	نظرآباد	۸،۰۰،۰۰۰ روپے
۵۔	دشت گہیل	۸،۰۰،۰۰۰ روپے
۶۔	کرکک دشت	۹،۰۰،۰۰۰ روپے
۷۔	تو لگی	۱۰،۰۰،۰۰۰ روپے
۸۔	دریچکوہ بل نگور ایکٹنشن	۸،۰۰،۰۰۰ روپے
۹۔	زیارتر بازار ایکٹنشن	۳،۰۰،۰۰۰ روپے
۱۰۔	ایکسٹنشن ملاجات	۲،۰۰،۰۰۰ روپے
۱۱۔	کپکپار	۶،۰۰،۰۰۰ روپے
۱۲۔	واٹر سورسس بل نگور	۲،۰۰،۰۰۰ روپے
۱۳۔	شہزگی	۲،۰۰،۰۰۰ روپے
۱۴۔	سنگہی	۲،۰۰،۰۰۰ روپے

مسٹر اسپیکر:۔ آپ اپنے علاقہ میں جو اچھے اور خصوصاً جو ترقیاتی کام بلوچستان میں ہوئے ہیں ان کے متعلق بتائیں۔

میر محمد علی رند:۔ جناب والا! میں انہیں ترقیاتی کاموں کے متعلق ہی بتا رہا ہے اور اپنے اسی لاکھ روپے کی تفصیل بتا رہا ہے۔ جو ہم نے ترقیاتی کام کرائے ہیں تاکہ سب کو پتہ چل جائے۔

محکمہ زراعت۔

بلڈوزر گھنٹے ۱۰۳۴۴ ۱۵٫۵۰٫۰۰۰ روپے

یہ جو گھنٹے ہمیں ملے تھے ان سے کام مکمل ہوگیا ہے۔

ڈیزل انجن برائے زراعت ۱۵ ۵٫۰۰٫۰۰۰ روپے اس اسکیم کے لئے ریلیز ہوگئے ہیں اس کے لئے کمیٹی مقرر کریں گے تاکہ کام اس کی نگرانی میں ہو۔

کاریزات صفائی سب تحصیل نگر ۱٫۰۰٫۰۰۰ روپے ریلیز ہوگئے ہیں۔

دو کور جو تمپ کاریزات ۱٫۰۰٫۰۰۰ پیسے ریلیز ہوگئے ہیں۔

بشولی روڈ ۵۰٫۰۰۰ روپے ریلیز ہوگئے ہیں۔

فلڈ بند نصیر آباد ۵۰٫۰۰۰ روپے ریلیز ہوگئے ہیں

تولگی روڈ ۱٫۰۰٫۰۰۰ روپے ریلیز ہوگئے ہیں۔

پیپلز روڈ کے لئے ۵۰٫۰۰۰ روپے ریلیز ہوگئے ہیں۔ ان پر کام شروع ہے۔

اسکیمات برائے محکمہ تعلیم

۱۔ مڈل سے ہائی اسکول درجہ گوماڑی ۲٫۰۰٫۰۰۰ روپے
سب ڈویژن تمپ اس کے لئے پیسے ریلیز ہوگئے ہیں۔ کام شروع ہے۔

۲۔ مڈل سے ہائی سکول بالیچہ تمپ۔ ۲٫۰۰٫۰۰۰ روپے ریلیز ہوگئے۔

۳۔ پرائمری سے مڈل کنچیتی ۲٫۹۷٫۰۰۰ روپے

۴۔ پرائمری اسکول مسکر ۲٫۰۰٫۱۰۰ روپے

۵۔ پرائمری اسکول اساوی ۰۰۰،۰۰،۲ روپے
۶۔ مڈل اسکول اضافی کمرہ گواگ ۰۰۰،۰۰،۲ روپے

ان تمام اسکولوں کے پیسے ریلیز ہو گئے ہیں۔ کام جاری ہے اس کو اچھے طریقے سے مکمل کریں گے۔

محکمہ صحت

۱۔ بیسک ہیلتھ یونٹ گوبرد ۰۰۰،۰۰،۶ روپے
۲۔ بیسک ہیلتھ یونٹ کلاہو تمپ ۰۰۰،۰۰،۶ روپے
۳۔ رورل ہیلتھ سنٹر بلیدہ ۰۰۰،۰۰،۸ روپے

محکمہ صحت سے متعلق ہمارے علاقے میں یہ کام ہوئے ہیں۔ ان میں وہ رقوم بھی شامل ہیں جو آبادی کے لحاظ سے ملیں۔ اور بقایا ایم پی اے فنڈ سے دیا گیا تھا۔ اور یہ تمام رقم ان اسکیمات پر ہم نے خرچ کی ہے۔

ایک واٹر سپلائی اسکیم ہم نے اپنے گاؤں دشت زار رنبو میں مکمل کی ہے۔ یہ خاص ہمارے علاقے میں ہے اس گاؤں میں حاجی صاحب جو پہلے مجلس شوری کا ممبر تھا اس کا بھی گھر ہے۔ لیکن اس سے پہلے اس کے لئے ایک کمرہ بنا تھا۔ انجمن اس کا واپس لے لیا ہے کمرہ سے۔

اس کے علاوہ ہمارے علاقے میں ایک بیسک ہیلتھ یونٹ لوکل گورنمنٹ نے بنایا ہے جس کی چھت بھی نہیں ہے دروازے بھی نہیں ہیں کھڑکی بھی نہیں ہے۔ اگر اس کو ہمارے حوالے کر دیں تو ہم اس کو اپنے خرچے سے بنالیں گے۔ یہ کس طرح سے بنا ہے اس میں نہ کھڑکی ہے نہ چھت ہے نہ دروازہ ہے۔ اس کے ذمہ دار اشخاص کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ عوام کو پتہ چل جائے۔ یہ نامکمل ہے اور اس کی تعمیر ناکارہ ہے۔

۲۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ نے واٹر سپلائی سکیم زرین تنگ بھی وہاں بنائی ہے۔

۳۔ وہاں پر لوکل گورنمنٹ نے مڈل اسکول کی تعمیر کرائی ہے جو کہ نامکمل ہے۔ اور نہ کھڑکیاں ہیں۔ اس کی تحقیقات کی جائے اور اس کے ذمہ دار اشخاص کو قرار واقعی سزا دی جائے یہ ہمارے علاقے میں ترقیاتی کام تھے۔ جناب اسپیکر اور معزز ایوان کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر: اب ملک محمد یوسف اچکزئی اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے

ملک محمد یوسف اچکزئی: جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں ترقیاتی پروگرام کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ موجودہ حکومت جس کی قیادت صدر ضیاء الحق اور وزیر اعظم جونیجو کر رہے ہیں اور صوبائی سطح پر جام میر غلام قادر صاحب کر رہے ہیں ان کے قیادت میں سارے کام ہو رہے ہیں۔ اب ہم نے دیکھنا ہو گا کہ جو صوبائی سطح پر ترقیاتی کام شروع کئے گئے ہیں آیا وہ صحیح ہیں یا ان میں کیا نقائص ہیں۔ ان سے عوام کو کیا فائدہ پہنچا ہے۔ ملک کو کیا ترقی ہوئی ہے اس پر ان ترقیاتی کاموں پر ہم نے آج یہ بحث کرنا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ پاکستان کے چالیس سالہ دور میں یہ پہلی حکومت ہے جس نے عوام کے پیسے عوام کے نمائندوں کے ذریعے خرچ کرنے کے لئے سوچا ہے اور یہ رقم انہیں منتخب نمائندوں کو دیدی گئی ہے۔ خواہ وہ حکومتی پارٹی کے ہیں یا مخالف پارٹی کے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے آپ اس سے پہلے دیکھیں جب بھی ماضی میں کوئی اسکیم بنائی گئی ہے انہوں نے اولیت اپنی پارٹی کو دی ہے لیکن یہ واحد گورنمنٹ ہے جس نے اپنی پارٹی اور مخالف پارٹی کو یکساں فنڈ فراہم کئے ہیں اور ان کے توسط اور ان کی ہدایات کے مطابق پروگرام بنے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹس کو ہدایات بھی دے سکتے ہیں کہ ایسی اسکیمیں بنائیں جس سے عوام کو فائدہ ہو۔

میں اس وقت یہ کہوں گا کہ ۱۹۸۶ء جب ہم لوگوں نے ترقیاتی اسکیموں کے لئے کام شروع کیا کچھ ناواقفیت بھی تھی۔ کچھ تجربہ نہ تھا۔ کام تاخیر سے ہوئے لیکن جہاں تک عوام کا اور ملک کا تعلق ہے ہمارے پروگرام عوام تک پہنچے ہیں۔ ہم نے یہ پیسے صحیح طریقے سے عوام پر خرچ کئے ہیں اس میں کسی شخص کی انفرادی اسکیم نہ تھی اور نہ کسی انفرادی اسکیم کو ترجیح دی گئی ہے۔ اس وقت میں اپنے ضلع پشین کا خصوصاً اور پھر پورے بلوچستان کا ذکر کروں گا۔ یہ بلوچستان کا واحد صوبہ تھا جس کو ہمیشہ یہ گلہ شکوہ رہا ہے کہ ہمیں سنٹر سے فنڈز نہیں مل رہے ہیں۔ جب یہ فنڈز آجاتے ہیں تو ضائع ہو جاتے ہیں یا دوبارہ لیپس lapse ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! پہلے ہمارے فنڈز بروقت کام نہ ہونے کی وجہ سے لیپس lapse ہو جاتے تھے اور اب اس حکومت نے جو پروگرام دیئے ہیں اور ان کے لئے رقم دی ہے اگر وہ ہماری رقم بچ بھی جاتی ہے تو لیپس lapse نہیں ہوتی ہے۔ ان کو دوسرے سال بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور اب ہم ایم پی اے صاحبان کو جو کروڑوں روپے ملے ہیں ہم نے ترقیاتی کام عوام کے لئے کرنا ہے۔ تو یہ ہمیں پہلے عجیب بات نظر آتی ہے۔ ہم بھی اس پاکستان کی چالیس سالہ دور کے سیاست میں رہے ہیں۔ مختلف حکومتوں کو ہم نے دیکھا ہے لیکن پہلے نہ کوئی اسکول کا درک تھا نہ کوئی سڑک تھی نہ آبنوشی اسکیمیں تھیں اور نہ علاج معالجہ کے لئے سہولیات میسر تھیں۔ اس ترقیاتی پروگرام سے ہمارے ایم پی اے صاحبان نے کافی کام کرائے ہیں اور جس کی قیادت جام صاحب کر رہے ہیں اور اس وقت قابل تحسین کام ہوئے ہیں۔ جام صاحب کی قیادت میں قابل تحسین کام ہوئے تالیاں۔ حکومت نے جو فلسفہ پیش کیا اور جو تعاون کیا ہے بہت اچھا ہے۔ جناب والا! سیکرٹری منصوبہ بندی و ترقیات نے صحیح پروگرام پیش کیا ہے۔ میں اس کو بھی قابل تحسین سمجھتا ہوں۔ ہمارے پروگرام گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق عوام کے لئے ہیں۔ آپ ہمارے علاقے میں جا کر دیکھیں گے کہ ہم اپنے ایریا سے چار ممبر ہیں۔ اپنے

علاقے (پشین) میں ہم وزیر اعظم صاحب کے پانچ نکاتی ترقیاتی پروگرام کے تحت اس کو ایڈجسٹ کرنے کے لئے سال ۱۹۸۶ء - ۸۷ء اور سال ۱۹۸۵ء - ۸۶ء کے لئے ہم نے اسکیم دی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ سوائے بجلی کے جو انشاء اللہ ۱۹۹۰ تک ہمارے ہاں پوری طرح پہنچ جائے گی۔ ہمارے ترقیاتی پروگرام مکمل ہوئے ہیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ ہمارے کاریزات کے لئے اس سے پہلے رقم نہیں ملتی تھی اس پر پابندی تھی۔ لیکن اب گورنمنٹ کی طرف سے کاریزات کے لئے ہمیں فنڈز مل رہے ہیں۔ آپ برائے مہربانی اس کو چیک کریں۔ تو معلوم ہوگا کہ پانی نکل رہا ہے کاریزات کی ایسی اسکیم ہوتی ہے جس پر بغیر پیسہ لگائے یا خرچ کئے یعنی بجلی اور ڈیزل کے بغیر خود بخود یہ نظام چلتا ہے۔ اسیطرح ہمارے بندات (ڈیمز) جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جب سیلاب آتا ہے تو پانی ضائع ہوجاتا ہے۔ لہذا اس کو روکنے کے لئے اگر ڈیم بنانے کا انتظام کیا جائے تو بہتر ہوگا۔ نیچے پانی کو جمع کرکے ہم اسی پانی کو کاریزات کے ذریعے واپس زمینداروں کو دے سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ہم ان کو یہی پانی مہیا کرسکتے ہیں۔

جناب اسپیکر! سال ۱۹۸۵ء - ۸۶ء اور سال ۱۹۸۶ء - ۸۷ء کے لئے ہم نے جو کام تجویز کئے ہیں وہ وزیر اعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے مطابق ہیں۔ جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ تین دن تک بیٹھے رہے ہیں اور اپنے ایریا کے لئے تجاویز سوچتے رہے ہیں۔ یہ ایک کارنامہ ہے اور انشاء اللہ ہم اس میں کامیاب ہوں گے۔ اس موجودہ گورنمنٹ نے اپنے عوام پر اعتماد کرکے ان کے منتخب نمائندوں کے ذریعے یہ کام شروع کیا ہے درحقیقت یہ کام گذشتہ چالیس سال کے دوران نہیں ہوا۔ بلکہ انگریزوں کے دور میں بھی نہیں ہوا۔ جناب اسپیکر! فنڈز کے بارے میں بعض سیاست دان

کہہ رہے ہیں کہ یہ جیبوں میں جا رہے ہیں لوگ اسے کھا پی رہے ہیں۔ بلوچستان میں کیا کام ہوا ہے کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ ہم سب ممبرز ہیں بلوچستان کے عوام کا ہم پر اعتماد ہے لیکن یہ ہمارے مخالفین کی باتیں ہیں۔ اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ گذشتہ چالیس سالہ دور کو لیں اور گذشتہ دو سالوں یعنی ۱۹۸۵ اور سے ۸۷ ۱۹ء کے دوران بلوچستان کے کونے کونے میں جاکر دیکھیں کہ کیا کام ہوئے ہیں میں تو اس ہاؤس کے ذریعے ان کو دعوت دوں گا وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ہم ان کا احترام کرتے ہیں۔ ممکن ہے ہم نے ایک جگہ کام بھی کیا ہو۔ لہذا میں خاص طور پر پشین کا علاقہ ان کو بتانے اور لیجانے کے لئے تیار ہوں تاکہ وہ جاکر دیکھیں کہ کہاں کہاں ہم نے کام کیا ہے۔ جناب والا! میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ ہم نے حزب اختلاف کو بھی دیا ہے۔ اپنے وارڈ میں سات لاکھ روپے میں نے گورنمنٹ مڈل اسکول کے لئے ان کو دیئے ہیں بلڈوزر دیئے ہیں ہم نے یہ نہیں سوچا کہ وہ ہمارے سیاسی مخالفین ہیں۔ جناب والا! سیاسی مخالفت اور چیز ہے جبکہ حقوق سب کے برابر ہیں۔ ہم نے اس میں فرق نہیں کیا یہ فنڈز پاکستان کے عوام کے ہیں لہذا وہ حقوق میں ہمارے برابر کے شریک ہیں۔ اس لئے میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب بھی وہ چاہیں میں حاضر ہوں ان کو یہ ترقیاتی کام بتانے کے لئے جیسا میں عرض کر رہا تھا کہ سال ۱۹۸۵۔ ۸۶ میں اسکول کی بلڈنگ کھڑی کر دی گئی سات لاکھ روپے اس پر خرچ ہوئے۔ پانچ لاکھ روپے آب نوشی کے لئے خرچ ہوئے۔ حزب اختلاف والے بھی ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارا ان سے کوئی ذاتی تنازعہ نہیں ہر پارٹی کے اپنے نظریات ہیں۔ لیکن جہاں تک پاکستان کے استحکام کا تعلق ہے تو وہی ہمارا مقصد اور اولین فرض ہے۔ ہم

صرف الیکشن کے ذریعہ منتخب ہو کر اس پارٹی میں آئے ہیں صرف ملک اور قوم کی خدمت کرنے کے لئے موجودہ وقت میں اس پارٹی کی قیادت نے اچھا کام کیا ہے اور اچھا کام کر رہی ہے۔ جنرل محمد ضیاءالحق اور وزیراعظم محمد خان جونیجو نے اس ملک کے لئے جو کام کیا ہے اس ملک کی جو خدمت کی ہے جو کام کیا ہے آج تک کسی نے نہیں کیا۔

جناب والا! بلوچستان میں جو کچھ ان کے دور میں ہو رہا ہے میرے خیال میں نہ ہوا ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ یہ سب قابل تعریف ہے۔

جناب اسپیکر! گورنمنٹ فنڈز کے علاوہ دیگر ذرائع مثلاً کوئیٹہ فنڈ سپیشل فنڈ کے ذریعے بھی کام ہو رہے ہیں۔ جناب والا! ہمارا علاقہ پسماندہ ہے میں خود مکران گیا ہوں۔ میں نے وہاں دیکھا ہے۔ کہ لوگوں کو پینے کی پانی کی کس قدر تکلیف ہے۔ ہم پانچ آدمی جن میں ڈاکٹر حیدر بلوچ صاحب اور احمد نواز صاحب شامل تھے وہاں گئے۔ داد کریم صاحب جن کے ہم مہمان تھے نے ہم سے کہا کہ آپ کے لئے ہم نے پانی منگوایا ہے۔ یہ پانی لانے کیلئے صبح آدمی بھجوایا تھا۔ یعنی ہم نے جو پانی وہاں پیا وہ ہمارے لئے خصوصی طور پر منگوایا گیا تھا۔ وہ خود کڑوا پانی پیتے ہیں جو بالکل پینے کے قابل نہیں۔ آپ ذرا اندازہ لگائیں اس پسماندگی کا۔ جناب والا! وہاں کی عورتیں صبح جاتی ہیں اور شام کو پانی لے کر واپس آتی ہیں۔ ہم نے خود ان کی پسماندگی کو دیکھا ہے وہ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم ان کو ترقی دینا چاہتے ہیں ہمیں ان کو مراعات دینی چاہئیں۔ تالیاں۔

جناب والا! یہ تو تھے بلوچستان کے پانی کے مسائل۔ بلوچستان کے روڈز کا یہ حال ہے کہ بعض ایریاز میں تو لوگ رات دن پیدل سفر کرنے کے بعد اپنی منزل

کو نہیں پہنچ سکتے۔ ہمارا علاقہ تو پھر بھی نسبتاً ترقی یافتہ ہے۔ اسیطرح بجلی کا معاملہ ہے۔ آپ دیکھیں ہمارے ہاں گھر گھر بجلی اور پینے کے پانی کا انتظام ہے ہمارے گاؤں میں بایاڈ نے آبنوشی کی اسکیم مکمل کی ہے میں اس کی مثال آپ کو دیتا ہوں اس بارے میں اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں بھی میں نے عرض کیا تھا کہ یہ ایک بہترین اسکیم ہے جسے ہم خود چلا رہے ہیں کنکشن کے عوض میں ہم پندرہ روپے فیس لیتے ہیں ہماری ایک کمیٹی ہے جو انتظام چلاتی ہے اور اخراجات ہم خود برداشت کرتے ہیں۔ ہم نے پندرہ ہزار روپے جمع کئے اور بایاڈ کے ذریعے یہ اسکیم مکمل کروائی۔ کھدائی ہم نے کی اور میٹیریل بایاڈ نے فراہم کیا۔ لہذا اب وہاں صاف پانی دستیاب ہے یہ سب کچھ بغیر کسی دقت اور نقصان کے ہوا۔ اس میں نہ تو ایریگیشن اور نہ ہی محکمہ بلدیات کا کوئی کام ہے۔ البتہ فیس برائے کنکشن ہم نے مقرر کی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ جام صاحب سے گذارش کروں گا۔ کہ جیسے ہماری حکومت عوام کے سامنے اپنے ترقیاتی کام لاتی ہے اور حکومتی پارٹی عوام کے صلاح ومشورے سے خرچ کر رہی ہے اسی طرح حکومت کو چاہیئے کہ وہ عوام کو بھی ترقیاتی پروگرام میں سامنے لائے جو پروگرام بھی آپ بنائیں اس کو مکمل کرنے کے بعد ان کے حوالے کردیں۔ مثلاً آپ واٹر کنکشن کے لئے فیس مقرر کردیں۔ جیسے کوئٹہ میونسپل کارپوریشن میں ہے شہری مراعات مہیا کرنے کے بعد میونسپل کارپوریشن باقاعدہ فیس وصول کرتی ہے اسی طرح میونسپل کمیٹیوں کے ذریعہ چنگی وصول کی جاتی ہے اور یہی ذرائع آمدنی ہیں جن کے توسط سے عوام کو مراعات مہیا کی جاتی ہیں اور دوسری طرف ان کے اخراجات پورے ہوتے ہیں۔ لہذا میں اس ایوان کے توسط سے انکو گذارش کروں گا کہ اسکیمیں مکمل کرنے کے بعد یہ آپ لوگوں کو دیدیں۔ البتہ ان کے

معائنہ کے لئے ایم پی اے صاحبان کبھی کبھی چکر لگالیا کریں۔ لوگ خود اپنی کمیٹی بنائیں اور اپنے معاملات ان کے ذریعہ چلائیں تاکہ انہیں احساس ہو کہ یہ ان کا اپنا گھر ہے۔ ہمیں اجتماعی کام کرنے چاہئیں اسی جذبہ کے تحت ہم ملک و قوم کی خدمت کر رہے تھے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے ہاں سابقہ روایات رہی ہیں۔ اگر اس سے پہلے آپ دیکھیں تو ہمیشہ انفرادی مطالبات ہوں گے۔ کوئی کہتا ہے مجھے اسکول دو مجھے رگ دو ہسپتال دو ہم نے اب اجتماعی سوچ کو سامنے رکھا ہے۔ ہماری حکومت نے اجتماعی اسکیمات اور سوچ شروع کی ہے اور اب یہ حکومت اجتماعی طریقے سے کام کر رہی ہے۔ جو کہ حوصلہ افزا بات ہے۔ میں کہتا ہوں جناب اسپیکر ان اسکیمات کو اور وسیع کیا جائے اور اس کی ذمہ داری عوام کو سونپ دیں۔ کہ وہ اسکیمات خود بنائیں اس کے پیسے ہم ان کو دیں۔ وہ اس سے پانی کے لئے کوئی اسکیم بنائیں۔ پیسے ہم دیں گے۔ مستری وہ لائیں۔ مکان کے لئے میٹریل ہم مہیا کریں گے۔ لیبر آپ دیں۔ تاکہ عوام میں یہ احساس پیدا ہو کہ یہ ہمارا ملک ہے۔ اور ہمیں عوام کی خدمت کرنا چاہیئے۔ اس سے ہمارے اخراجات کم ہوں گے اور کام بھی صحیح طریقے سے چلے گا۔ میں جام صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ جیسا کہ ہم نے تعلیم کو اولیت دی ہے ہمیں چاہیئے کہ دیہاتی علاقوں میں تعلیم کو اولیت دیں۔ نیز شہر والے بھی ہمارے بھائی ہیں ان کو بھی تعلیم کی سہولت ملنی چاہیئے لیکن آپ دیہات میں تعلیم کو اولیت دیں تو بہتر ہوگا۔

ہم اب ۸۷ و ۱۹۸۶ء کی اسکیمات بنا رہے ہیں یہ اسکیمات اگر ہم متعلقہ محکمہ کے سپرد کر دیں۔ اور یہ متعلقہ محکمہ کے مشورے سے تیار کر دیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ محکمہ بر وقت اسکیمیں تیار کرے گا۔ وہ ہمیں جلد رقم مہیا کر سکیں گے۔ اس سے محکمے کو احساس ہوگا کہ وقت پر اسکیمیں تیار کرنا ہیں۔ اور یہ کہ اس سے ایم پی اے

اپنی نمبرداری نہیں قائم کرنا چاہتا ہے۔ ہم یہاں عوام کی خدمت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ہم یہاں ملک کی خدمت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ہم پاکستان کے استحکام کے لئے یہاں کام کرنے آئے ہیں اور اگر آپ مناسب سمجھیں کہ ترقیاتی اسکیمات ۸۷-۱۹۸۸ء محکمہ پی اینڈ ڈی تیار کر دے تو یہ جلد تیار ہو جائیں گی۔ اور اس میں ایم پی اے کا مشورہ شامل ہو اس سے کسی کو بھی اعتراض نہیں ہوگا۔ آخر میں جناب اسپیکر صاحب آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ شکریہ۔

مسٹر اسپیکر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے گورنر صاحب بلوچستان سے گذارش ہے کہ وہ میرے چیمبر میں تشریف لاکر ہمارے ساتھ چائے نوش فرمائیں۔

(گیارہ بجکر پینتالیس منٹ پر اجلاس ملتوی ہوگیا) ......اور دوبارہ بارہ بجکر پندرہ منٹ پر زیر صدارت آغا عبدالظاہر ڈپٹی اسپیکر شروع ہوا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے مسٹر اقبال احمد کھوسہ ترقیاتی پروگرام کے سلسلے میں بحث کا آغاز کریں گے۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ جناب اسپیکر آج میرے لئے انتہائی خوشی کا مقام ہے کہ میں گذشتہ دو سال کے ترقیاتی پروگرام جو میرے حلقے اور بلوچستان میں ہوئے ہیں

ان سے ایوان کو آگاہ کر سکوں۔ ان دو سال میں بلوچستان میں بہت سے ترقیاتی اور بڑے اچھے کام ہوئے جنہیں عوام نے سراہا ہے۔ اوران ترقیاتی کاموں کو پورا ایوان اور پورا بلوچستان جانتا ہے کہ اس حکومت نے کیا کیا کام کئے ہیں۔ یہ کسی سے چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔ سب سے پہلے میں ۸۶-۱۹۸۵ء جو میں نے اپنے حلقے میں ترقیاتی کام کرائے ہیں اور میں نے اپنے حلقے میں اسکیمات دی ہیں ان کے بارے میں آپ کو بتاؤں گا۔

جناب والا! میں نے تعلیم کے شعبے کو اولیت دی ہے اور اس میں ہمیں کافی حد تک کامیابی بھی ہوئی ہے۔ تعلیم کی پیش رفت کے سلسلے میں ہم نے تین پرائمری اسکول کو مڈل اسکول کا درجہ دیا ہے چونکہ دیہاتوں میں چھوٹے بچوں کو مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے لئے کافی دشواری ہوتی تھی۔ ان دیہات کے پاس مڈل اور ہائی اسکول نہ تھے۔ بچوں کو دور جانا پڑتا تھا۔ جو کہ وہ نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ دیہاتوں میں بھی مڈل اسکول ہونے چاہئیں اس لئے میں نے گیارہ لاکھ پچیس ہزار روپے سے پرائمری اسکول اپ گریڈ کرائے اور وہاں کے عوام کے لئے تعلیم کی سہولت دی۔ تاکہ عوام اپنے بچوں کو مقامی طور پر تعلیم دے سکیں اس کے بعد تین مڈل سکولوں میں کمرے تعمیر کرنے کی ضرورت تھی۔ اس پر میں نے پانچ لاکھ روپے کی لاگت سے دو دو مزید کمرے تعمیر کرائے ان اسکولوں میں تعداد اتنا زیادہ تھی کہ ایک کمرے میں ستر ستر اسی اسی طلباء بیٹھتے تھے۔ اور بیٹھنے کی گنجائش نہیں تھی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ وہاں پر ایڈیشنل کمرے بناؤں۔ اور ہم نے وہاں کمرے بنائے۔

گورنمنٹ ہائی اسکول جھٹ پٹ کے لئے امتحانات کے لئے میں نے ایک ہال

کمرہ چار لاکھ روپے سے تعمیر کرایا ہے جو کہ اب بن چکا ہے۔ کیونکہ اس اسکول میں تین چار اسکولوں کے طلبا آکر مڈل کا اور میٹرک کا امتحان دیتے تھے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں وہاں ہال کمرہ بنا دوں کیونکہ ایسے مقام پر امتحانات کے لئے ہال کمرہ ہونا ضروری ہے۔

گورنمنٹ ہائی اسکول جھٹ پٹ کے لئے سائنس لیبارٹری نہیں تھی۔ اور کافی عرصہ سے ان کا مطالبہ چلا آرہا ہے کہ وہاں پر ایک سائنس لیبارٹری ہونی چاہیئے۔ اس لئے میں نے ۸۵ - ۱۹۸۶ء میں اس کے لئے دو لاکھ روپے رکھے۔ اور بعد میں سائنس لیبارٹری وہاں پر بن گئی۔ جناب اسپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ آج تک نہ دیہاتوں پر پرائمری اسکول کی بلڈنگ تعمیر ہوئی ہے اور بچے تپتی دھوپ میں بیٹھے رہتے تھے۔ جونہی ہم آئے ہیں اسکول کی بلڈنگ کے لئے پہلا کام کیا ہے اس سلسلے میں پچھلے سال میں نے چار پرائمری اسکول کی بلڈنگز تیار کرائیں۔ جن پر سات لاکھ چالیس ہزار روپے خرچ آئے۔ اور یہ اس وقت مکمل ہوئی ہیں۔

جناب اسپیکر! پچھلے سال پی اینڈ ڈی نے میرے ساتھ زیادتی بھی کی ہے۔ جو کہ میں آج آپ کو بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ پچھلے سال انہوں نے یکدم ہم لوگوں کو ایک میٹنگ میں بلا کر کہا کہ آج اور اسی وقت آپ اپنے علاقے کے لئے ترقیاتی اسکیمات دیدیں اس لئے میں نے پانچ دیہات میں بجلی مہیا کرنے کے لئے اسکیمات دیدیں۔ کیونکہ یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ تھا۔ پی اینڈ ڈی والوں نے کسی اور ایم پی اے سے تو بجلی کے لئے رقومات نہیں کاٹی ہیں۔ مجھ سے بارہ لاکھ روپے کاٹ لئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ جناب جام صاحب اب بھی چاہیں تو یہ پیسے مجھے واپس دلا سکتے ہیں۔ پھر میں ان پیسوں سے اپنے علاقے میں مزید کوئی ترقیاتی کام کرا سکوں گا۔

صحت کے میدان میں نصیر آباد بہت پسماندہ ہے صرف بڑے بڑے شہروں میں ہسپتال ہیں ایک دیہات میں سات لاکھ روپے سے ہسپتال بنائی ہے تاکہ وہاں کے لوگوں کو مریضوں کو طبی سہولت میسر آسکے اور شہر آنے تک تکلیف نہ ہو۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:- اقبال کھوسہ صاحب آپ سے اسی لاکھ روپے کا حساب کسی نے نہیں مانگا ہے آپ اپنے علاقہ اور بلوچستان میں ترقیاتی سرگرمیوں کے متعلق بتائیں پیسوں کی تفصیل نہ دیں۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ جناب والا! میں اپنے علاقے کی ترقیاتی اسکیمات کے متعلق ہی بتا رہا ہوں۔ کہ وہاں ہمارے علاقے میں کیا کام ہوئے ہیں اور کتنی ترقی ہوئی ہے۔ پچھلے سال اور جو اس سال ترقیاتی کام ہونے ہیں یا ہوئے ہیں ان کے متعلق میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ اسی طرح ہمارے سارے علاقے میں کافی ترقیاتی کام ہوئے ہیں۔

جناب والا! جس طرح ہمارے تمام معزز ایوان کے ممبران کو پتہ ہے۔ کہ نصیر آباد ایک زرعی ترقیاتی علاقہ ہے وہاں پر سڑکوں کی شدید کمی تھی۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ شہروں تک غلہ پہنچانے کے لئے سڑکیں ہمارے علاقے میں ہونا چاہئیں۔ اس لئے میں نے پچھلے سال اوستہ محمد سے میر حسن روڈ کے لئے کچھ رقم رکھی تھی اس سے پچھلے سال کا کام ہو چکا ہے اور انشاء اللہ میں نے اس سڑک کے لئے اس سال بھی رقم دی ہے تاکہ اس سال بھی اس روڈ پر مزید کام ہو اور روڈ آگے تک بن جائے جناب اسپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے نصیر آباد ایک زرعی ترقیاتی

علاقہ ہے اور وہاں عوام کا آج تک دیرینہ مطالبہ چلا آرہا ہے کہ وہاں پر ایک اناج منڈی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اس سے پہلے ہمیں غلہ جیکب آباد لے جانا پڑتا تھا۔ لیکن اس بجٹ میں نے پچھلے سال اس منصوبہ پر کام شروع کیا ہے۔ پچھلے سال میں نے اس منصوبہ کے لئے پندرہ لاکھ روپے دئیے تھے۔ یہ ایک بڑا منصوبہ ہے اس پر کم از کم تین کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔ پندرہ لاکھ اور بیس لاکھ روپے سے کچھ نہیں بنتا ہے۔ اس غلہ منڈی کی تعمیر ہم جتنے پیسے خرچ کریں گے وہ ایک ہی سال میں نکل آئیں گے۔ یہ رقم چنگی سے نکل آئیگی۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان جنہوں نے وعدہ تو فرمایا ہے اگر وہ ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ اور اس کی تعمیر کے لئے اسپیشل گرانٹ دیدیں تو یہ جلد مکمل ہو جائے گی۔ یہ منصوبہ صرف پندرہ لاکھ روپے سے مکمل نہیں ہوتا ہے یہ وزیر اعلیٰ کی خصوصی گرانٹ سے جلد مکمل ہو سکتا ہے اور بعد میں ایک سال میں چنگی سے اس کی ساری قیمت نکل آئے گی۔

جناب والا! میں بلڈوزر سے گھنٹوں کے متعلق کچھ کہوں گا پچھلے سال میں نے ایک لاکھ روپے بلڈوزر آور کے لئے رکھے تھے لیکن آج تک ہم کو پتہ نہیں ہے کہ ایم ایم ڈی والوں نے کیا کام کیا ہے اور کیسے کیا ہے میرے علم نہیں ہے مجھے پتہ چلا ہے کہ ڈیزل کے پیسے بھی زمینداروں سے لئے گئے ہیں۔ اور ان زمینداروں نے ڈیزل کے پیسے تو دے دئیے ہیں۔ لیکن حکومت ان کو یہ رقومات واپس نہیں کرتی ہے اس طرف خاص توجہ دینا چاہیئے اس طرح میرے کافی بلڈوزر کے گھنٹے بچے ہوئے ہیں جن پر ابتک کام نہیں ہوا ہے۔ یہ تو میرے علاقے کی ۸۵ - ۸۶ ۱۹ء کی کچھ اسکیمات اور ترقیاتی کاموں کی رپورٹ تھی جو میں نے تفصیل سے بتائی ہے۔

جناب اسپیکر! اب میں ۸۶ - ۸۷ ۱۹ء کے بارے میں مختصراً عرض کروں گا۔

جناب اسپیکر اس سال بھی میں نے اپنے علاقے میں ترقیاتی کاموں پر خصوصی توجہ دی ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے تین پرائمری اسکول کو مڈل کے لئے اپ گریڈ کیا گیا ہے اس سال بھی میں نے دو اسکولوں کو اپ گریڈ کر کے مڈل کا درجہ دیا ہے اور ان پر کام ہوا ہے۔ اس کے بعد اب میری عمر تیس برس کے قریب ہے اس سے پہلے میں نے اپنے علاقے میں اتنے ترقیاتی کام نہیں دیکھے تھے۔ کہ کہاں پر کام ہوا ہے اور کس حکومت نے کرایا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ دیہاتوں میں پرائمری اسکولوں کے لئے بلڈنگ ہونا چاہیئے۔ اب بھی ہمارے علاقے میں بچے تپتی ہوئی دھوپ میں باہر تعلیم حاصل کرتے ہیں اس لئے میں نے اس وقت بھی سولہ پرائمری اسکول کے لئے بلڈنگز کا انتظام کیا ہے اور ان کے ساتھ دو رہائشی کوارٹر بھی تعمیر کرائے ہیں۔

میں نے اناج منڈی کے بارے میں پہلے بھی کہا ہے اس پر میں نے پچھلے سال بھی ایم پی اے اسکیم سے پیسے رکھے تھے اس سال بھی اس کے لئے مختص کئے ہیں یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے میں چاہتا ہوں وزیر اعلیٰ بلوچستان اس پر خصوصی توجہ دیں تاکہ اس اسکیم کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے۔ ہمیں اس منڈی سے کافی آمدن ہوسکتی ہے اور یہ اناج منڈی تعمیر کرنے سے ہمیں ایک سال میں واپس چنگی کے ذریعہ رقم مل جائے گی۔

جھٹ پٹ شہر میں کوئی کلب وغیرہ نہیں تھا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ وہاں کے افسران یا زمینداران کے لئے وقت پاس کرنے کے لئے شام کو کوئی کلب ہونا چاہیئے۔ اس لئے میں نے وہاں پر کلب تعمیر کرنے کے لئے پیسے رکھے ہیں اس پر کام ہو رہا ہے۔ اور جہاں تک سڑکوں کا تعلق ہے اس کے متعلق اور ہی میں تفصیل سے بتادوں کہ پہلے جھٹ پٹ

شہر میں سڑکیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ اس سال میں نے سڑکوں کے لئے کافی رقم دی ہے اور اس سے پوری شہر میں اچھی اسکیمیں بن گئی ہیں۔ میر حسن روڈ کے متعلق جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے پچھلے سال بھی میں نے پیسے رکھے تھے اور اس سال بھی رکھے ہیں۔ تاکہ یہ کام ہو جائے۔ اور علاقے کے لوگوں کو اناج غلہ منڈی تک پہنچانے میں تکلیف نہ ہو۔ اور وہ آسانی سے اپنا اناج منڈی تک پہنچا سکیں

جناب اسپیکر! میں مویشی ہسپتالوں کے متعلق بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں پہلے ہمارے علاقے میں سوائے بڑے شہروں کے مثلاً ڈیرہ مراد جمالی۔ جھٹ پٹ اوستہ محمد کے سوا کوئی مویشی ہسپتال نہ تھا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ہمارے علاقے میں مزید کم از کم دو مویشی ہسپتال ہونے چاہئیں۔ تاکہ وہاں پر مال مویشیوں کو دور تک لے جانے کی بجائے مقامی طور پر ان کا علاج کیا جا سکے۔ یہ تو ہمارے علاقے میں دو سال کی کارکردگی ہے اور یہاں پر میں جناب حاجی حبیب اللہ مہند کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جھٹ پٹ کے لئے پانچ لاکھ روپے اپنے سینیٹر فنڈ سے دیئے جس سے ایک پبلک لائبریری قائم کی جائے گی۔ انشاء اللہ اس پر جلد از جلد کام شروع ہو جائے گا۔ واضح رہے کہ وہاں پہلے پبلک لائبریری نہیں تھی۔

میں وزیر اعلیٰ بلوچستان کا بھی مشکور ہوں کہ وقتاً فوقتاً نصیر آباد کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔ نصیر آباد کے علاقے میں وہ پچھلے سال بھی تشریف لائے تھے۔ اور انہوں نے خصوصی گرانٹ بھی دی ہے۔ اس کا میں یہاں حوالہ نہ دوں تو اچھی بات نہ ہوگی انہوں نے دو لاکھ روپے فائر بریگیڈ کے لئے دیئے۔ اور جناب گورنر بلوچستان نے اس کے لئے پانچ لاکھ روپے دیئے۔ جس سے وہاں پر فائر بریگیڈ کا انتظام ہو گیا ہے اور جھٹ پٹ ٹاؤن کمیٹی کو انہوں نے اس کے علاوہ دو لاکھ روپے کی گرانٹ دی تھی

جناب اسپیکر! پچھلے سال سے وزیر اعلیٰ بلوچستان نے بلڈوزر ہاورز کے لئے گرانٹ دی ہم انتظار میں ہیں میں لوگوں کو وہاں کہہ رہا ہوں کہ بلڈوزر جلد ریلیز ہوں گے اور جلد علاقے کے غریب لوگوں میں تقسیم ہو جائیں گے

آخر میں آپ کا اور پورے ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری تقریر کو اچھی طرح سے سُنا ہے۔ شکریہ۔ (تالیاں۔)

میاں سیف اللہ خان پراچہ،
وزیر منصوبہ بندی وترقیات۔

جناب اسپیکر! آج کا مضمون صوبہ بلوچستان میں ترقیاتی سرگرمیوں پر بحث ہے۔ اس سلسلہ میں آپکے سامنے میں ایوان کی اطلاع کیلئے آپ کے توسط سے کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر! دس اپریل ۱۹۸۵ء کو جام میر غلام قادر خان وزیر اعلیٰ بلوچستان نے اپنے عہدہ کا حلف اٹھایا اور اس دن مجھے اور میرے دیگر ساتھیوں کو بھی یہ فخر حاصل ہوا میں نے پی اینڈ ڈی کے وزیر اور منسٹر فنانس کی حیثیت سے حلف اٹھایا تھا بعد میں مری صاحب تشریف لائے اور انہوں نے بطور فنانس منسٹر حلف اٹھایا تاہم اسی وقت سے پی اینڈ ڈی کا شعبہ میرے ساتھ ہے۔

جناب اسپیکر! سب سے پہلے بہ حیثیت وزیر منصوبہ بندی وترقیات میرے لئے ضروری تھا کہ اس صوبے کی ترقیاتی فلسفے پر غور کیا جائے اس سلسلے میں میرے قائد جناب وزیر اعلیٰ نے مجھے اپنی قیادت سے نوازا اس کے ساتھ میرے ساتھیوں

نے میرے ساتھ پورا تعاون کیا۔ جناب والا! اس سلسلے میں ہم نے سب سے پہلے صوبہ کی نوعیت کو دیکھنا ہے۔ صوبہ بلوچستان جس کا رقبہ پورے پاکستان کے رقبہ کے نصف سے ذرا کم ہے لیکن آبادی کے لحاظ سے یہ صوبہ بہت کم ہے۔ یہاں کی آبادی بہت کم ہے یہاں ہمیں یہ آسانی تھی۔ آبادی کم ہونے کے سبب ہم آسانی سے اس صوبے کو ترقی دے سکتے ہیں لیکن دوسری طرف ہمارے لئے یہ مشکل کام تھا کہ اتنے بڑے رقبہ کے اندر بنیادی ڈھانچہ یعنی انفراسٹرکچر فراہم کرنا مثلاً پانی، سڑکیں، بجلی پہنچانا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ تاہم یہ نوٹ کیا جائے کہ صوبہ بلوچستان کے لوگ دیگر صوبوں کے مقابلہ میں دو یا تین صدیاں پیچھے ہیں۔ جناب والا! پوائنٹ آف ایولیشن کے مطابق انسان نے سب سے پہلے بہ طور شکاری نشو ونما پائی اس کے بعد انسان نے اپنے آپ کو "نامیڈک لائف" یعنی خانہ بدوش زندگی میں ڈھالا۔ بعدازاں اس نے اپنے آپ کو زرعی شعبے میں تبدیل کیا اور انیسویں اور بیسویں صدی میں انسان نے اپنے آپ کو صنعتی انقلاب یا انڈسٹریل ریوولیشن میں مبتلا پایا۔ اسی وقت سے آپ اس دنیا میں ترقیاتی ملک دیکھ رہے ہیں۔ کہ وہ انڈسٹریل سوسائٹی میں زندگی گذار رہے ہیں۔ جبکہ اب ہمارے صوبہ کے لوگ خانہ بدوشی کی زندگی ترک کرتے ہوئے زراعت کی طرف جارہے ہیں۔

جناب اسپیکر! مجھے یاد ہے کہ انیس سو چون اور پچپن کے زمانے میں بذریعہ روڈ کوئٹہ سے سبی جانا بڑا دشوار کام تھا۔ کیونکہ بولان پاس میں ہمارے مقامی خانہ بدوش اور خاص طور پر افغانستان سے آئے ہوئے خانہ بدوش اپنے اونٹوں، گھوڑوں، گدھوں، اور دیگر جانوروں کے ساتھ بھرا ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے بس یا موٹر کار کا گذرنا مشکل ہوتا تھا۔ لیکن آج آپ سفر کریں تو آپ کو وہ صورت حال نظر نہیں آتی تاہم اس کے آثار یقیناً بعض جگہ نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ سلسلہ آہستہ آہستہ مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ صوبہ بلوچستان کے لوگ اب زراعت کے طرف آرہے ہیں ان کی زندگی بدل

رہی ہے۔ صوبہ کے وزیر اعلیٰ کی رہنمائی میں ہمارے لئے خوشحالی کا راستہ یہ ہے کہ ہم زراعت کو اپنائیں اور خاص طور پر اس کے اندر فروٹ مارکیٹنگ پر زور دینا چاہیئے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ گذشتہ دو سال سے ہماری تمام تر پلاننگ اور تمام تر ڈویلپمنٹ کا فوکل پوائنٹ اسی کے ارگرد گھوم رہا ہے۔ جناب والا! زراعت کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس کی ترقی کے لئے صرف محکمہ زراعت پر ہی انحصار کر رہے ہیں۔ بلکہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تمام محکموں کو کام کرنا پڑتا ہے اس سے ایک دوسرے کو سپورٹ حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہم نے زراعت کو ترقی دینا ہے تو یقیناً اس کے لئے پانی چاہیئے اور ایریگیشن کے محکمہ کا تعاون درکار ہے پھر بجلی گھر چاہیں تاکہ زیر زمین پانی ہم لائیں۔ اس کے علاوہ بڑے ڈیمز یا بندات کی تعمیر ہے اس کے ساتھ فیلڈ ایریگیشن کے لئے بندات ہیں۔ یہ تمام متعلقہ کام ایریگیشن کے تعاون سے ہو سکتے ہیں۔

دوسری طرف لینڈ لیولنگ آتی ہے۔ زیر زمین پانی اللہ کے فضل و کرم سے کافی ہے۔ یہاں بارش بہت کم ہوتی ہے بعض ایسے علاقے ہیں جہاں تین انچ سالانہ بارش ہوتی ہے اور بعض جگہ تو پچھتر ملی میٹر سالانہ بارش ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں یہاں ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں اکیس انچ بارش بھی ہوتی ہے مثلاً موسیٰ خیل جہاں کا علاقہ مون سون کی زد میں آتا ہے۔ ہمارے صوبہ میں ایسے علاقے بھی آتے ہیں جہاں کم بارش ہونے کے باوجود پانی زیر زمین اچھا اور میٹھا ہے کوئٹہ کی وادی میں سات اعشاریہ سات انچ سالانہ بارش ہوتی ہے۔ جناب والا! پہلے ہمارا خیال تھا کہ بعض علاقوں میں کم بارش ہونے کی وجہ سے پانی کڑوا ہوگا لیکن شکر ہے ایسا نہیں زیر زمین پانی حاصل کرنے کے لئے کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ زیر زمین پانی کافی اور میٹھا ہے لہذا اس مقصد کے لئے حکومت نے کافی

اقدامات کئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں واپڈا کا ہائیڈرو جیولوجی سٹڈیز کا شعبہ ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے دوست ممالک ہیں جن کے تحت سے ہم ایک نرالا تجربہ کر چکے ہیں جس کے نتائج چھ آٹھ ماہ میں سامنے آجائیں گے۔ جناب والا! اس کے تحت جاپان کی مدد سے ایک جدید ترین خصوصی آلہ منگوایا ہے یعنی ہیلی کاپٹر باؤنڈ کا ماریز سروے اس سروے کے تحت کوئٹہ اور قلات کی وادیوں میں ہمیں پتہ لگ جائے گا کہ زمین کے اندر پانی کا کتنا ذخیرہ ہے۔ جناب والا! یہ کارروائیاں چل رہی ہیں۔ فلسفہ تو میں نے بیان کر دیا ہے۔ میں اپنی تقریر شارٹ کر رہا ہوں کیونکہ مضمون ایسا ہے کہ اس کے لئے آٹھ گھنٹے بھی بولا جا سکتا ہے۔ تاہم میرے دیگر ساتھی بھی تقریر کرنا چاہتے ہیں اس لئے میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں ایک چیز ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک بڑی نرالی بات ہے کہ عوام کا پیسہ عوام کے ذریعہ خرچ ہو رہا ہے یہ بالکل ٹھیک ہے کہ یہاں عوام کا پیسہ منتخب نمائندوں کے ذریعہ خرچ ہو رہا ہے۔ یہ ٹھیک ترجمانی ہے۔ واقعی پہلی بار ایسا ہوا ہے۔ جناب والا! دس اپریل ۱۹۸۵ء سے قبل ہماری سول سروس تھی ان کی اپنی سمجھ تھی اور وہ اپنی سمجھ کے مطابق بجٹ بناتے تھے اور ترقیاتی اسکیموں کی نشاندہی کی جاتی تھی۔ تاہم دس اپریل انیس سو پچاسی سے پہلے ان کا عوام کے ساتھ اتنا رابطہ نہیں تھا۔ جیسا میں نے عرض کیا کہ ۱۰ اپریل ۸۵ء سے پہلے جو ہماری سول سروس تھی وہ اپنی سمجھ کے مطابق اسکیمات تیار کرتی اور خود ترقیاتی اسکیمات کی نشاندہی بھی کرتی تھی ان کی اپنی سمجھ تھی لیکن ان افسران کا عوام کے ساتھ اتنا زیادہ رابطہ نہ تھا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ انہوں نے بہت وسیع اور مشکل پراجیکٹ اپنا لئے۔ اور اس سول سروس نے پہلے اربن ایریاز پر زیادہ توجہ دی۔ مگر جام صاحب کی حکومت کے آنے کے بعد اس سارے سلسلے کا رخ موڑ دیا گیا ہے۔ اس بلوچستان کی آبادی آپ سب کے سامنے ہے۔

اور ہمارے یہ تمام ممبران اسمبلی یعنی پینتالیس ممبران اسمبلی فی کس ایک لاکھ افراد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس حکومت نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ عوامی نمائندے جو منتخب ہو کر آئے ہیں ان کے ذریعے ترقیاتی کام کئے جائیں اور اولیت دیہاتی علاقوں کو دی جائے ان کے ذریعے سے بلوچستان کے کونے کونے میں ان ترقیاتی کاموں کا فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ جناب اسپیکر! مجھے بڑا فخر ہے کہ جام صاحب کی زیر قیادت اور ان کی منظوری کے ساتھ فی ایم پی اے اسی لاکھ روپے ترقیاتی اسکیموں کے لئے مختص کر دیئے گئے۔ اس رقم کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ایم پی اے کو یہ رقم جیب میں رکھنے کی اجازت دے دی گئی ہے اس کا فلسفہ یہ تھا کہ یہ ممبران اسمبلی منتخب نمائندے ہیں وہ اپنے حلقے سے منتخب ہو کر آئے ہیں اور اپنے علاقے کے لوگوں کے حالات سے پوری طرح آگاہ ہیں ان کو پتہ ہے کہ ان کے حلقہ میں کس چیز کو اولیت دینی ہے اور کونسی چیز کی ہائی پرایرٹی نہیں ہے۔ یہ اسی لاکھ روپے کی رقم ایک بہت بڑی رقم ہے آپ ہمارے صوبے کے وسائل کو مدنظر رکھیں اور ہمارے مقابلے میں پنجاب کو دیکھیں انہوں نے فی ایم پی اے اسکیمات کے لئے بیس لاکھ روپیہ رکھے ہیں۔ فرنٹیئر صوبہ جو ہمارے صوبے سے ڈیڑھ گنا بڑا ہے اس نے فی ایم پی اے اسکیمات کے لئے بیس لاکھ روپے دیا ہے سندھ نے فی ایم پی اے اسکیمات کے لئے تیس لاکھ روپیہ دیا ہے۔ لیکن بلوچستان نے اپنے بجٹ کے لحاظ سے فی ایم پی اے کے لئے ان کے تناسب سے زیادہ رقم رکھی ہے۔ اے ڈی پی اور اس کے علاوہ آبادی کے لحاظ سے بھی صوبہ کے ترقیاتی کاموں کے لئے رقم مختص کر دی گئی ہے ایک بات جو آپ نوٹ فرمائیں گے وہ یہ ہے کہ یہ سلسلہ بلوچستان حکومت نے سارے پاکستان میں پہلے شروع کیا ہے .... تالیاں جب ہم نے یہ سلسلہ شروع کیا اور ہماری حکومت نے جام صاحب نے فلسفہ

پیش کیا تو آپ نے دیکھا۔ اس کو دیکھتے ہوئے وفاقی حکومت نے ایم این اے کو رقمیں دینا شروع کر دیں۔ اسی طرح سے سینٹرز کو ترقیاتی کاموں کے لئے پیسے ملے باقی صوبوں نے بھی بلوچستان کو دیکھ کر یہ اسکیمیں اپنائیں۔ میں نے اسی لاکھ روپے برائے ترقیاتی کام کا پس منظر پیش کیا ہے۔

جناب اسپیکر! اب میں بجٹ کے متعلق آپ کی اجازت سے کچھ کہتا ہوں بجٹ تیار کرنے سے پہلے میں نے تمام معزز ممبران صاحبان اسمبلی کو لکھا ہے یقیناً جناب آپ کو بھی ملا ہوگا جس میں ایک گائیڈ لائن پیش کی گئی ہے اور یہ گائیڈ لائن وزیر اعلےٰ صاحب کی مرضی اور منظوری کے ساتھ تمام معزز ممبر صاحبان کو بھیجی گئی ہے۔ جس میں چند شرائط رکھی گئی ہیں کچھ تو ایسی ہیں جن کے متعلق ہماری وفاقی حکومت نے ہدایات بھیجی ہیں کہ یہ چیزیں آپ کی اسکیمات میں ہونا چاہئیں۔ اور کچھ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی موجودہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے رکھی ہیں۔ اور ان سکیمات میں پانچ نکات وزیر اعظم صاحب کو اپنایا گیا ہے یہ نکات اس حکومت کی جان ہیں اس کو ہم نے اولیت دی ہے اور یہ پانچ نکاتی پروگرام ہم نے اپنی خوشحالی کے حاصل کرنے کے لئے اپنایا ہے۔ جناب آپ جانتے ہیں کہ اس میں بنیادی قواعد کیا ہیں۔؟ ان میں کچھ آبادی کی بحالی ہے بے روزگاری کا خاتمہ ہے اس کے خاتمہ کی کوشش ہے۔ اور تعلیم کے شعبے میں کاروائی کرنا ہے۔ ۱۹۹۰ تک نوے فیصد گاؤں تک بجلی پہنچانی ہے۔ ہمارے اس پروگرام میں اس پانچ نکات کے پروگرام کو اولیت دی گئی ہے پہلے زمانے میں دیہات پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی رہی تھی۔ ماضی میں اربن ایریاز کو زیادہ اولیت دی جاتی رہی ہے اور شہری علاقوں کو زیادہ توجہ ملتی رہی ہے۔

مگر اب ہماری پوری توجہ دیہاتی علاقوں پر ہے۔ چنانچہ ہم نے سب ممبران صاحبان کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ اپنی اسکیمات جو ۸۶ - ۱۹۸۷ء کے لئے

تیار کر رہے ہیں ان کا بیس فیصد ایجوکیشن کے لئے مختص کر دیں۔ دیہاتوں میں اپنے علاقوں میں پرائمری اسکول قائم کریں۔ مڈل اسکولوں کی اپ گریڈیشن کرائیں۔ ہائی اسکول بنائیں یا ان کی حالت بہتر بنائیں۔ اور آپ بیس فیصد رقم محکمہ تعلیم کے لئے ضرور مختص کریں۔ صحت کے لئے ۱۵ فیصد رقم مختص کی جائے گی اور سڑکوں کے لئے دس فیصد رقم رکھیں ۔ یہ اکم از کم ٹارگٹ پیش کئے گئے ہیں یہ اس لئے پیش کئے گئے ہیں کہ وزیراعظم صاحب کے پانچ نکاتی پروگرام کو توازن دیا جاسکے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے اس کے جو ہمارے سامنے نتائج آئے ہیں وہ اچھے ہیں۔ مجھے شروع میں بڑا ڈر تھا کہ کیا ہو جائے گا۔ کیا ایم۔ پی۔ اے صاحبان اپنی ضروریات کے مطابق اور توقعات کے مطابق اسکیمیں بنا سکیں گے اور سال کے آخر میں کس قسم کا نتیجہ نکلے گا کہیں لوپ سائیڈیڈ رزلٹ تو نہیں نکلے گا۔ اور اس وقت ہمارے موجودہ چیف سیکرٹری ایڈیشنل سیکرٹری کے عہدہ پر تھے۔ اس مسئلے پر ان کے ساتھ کئی بار غور کیا گیا۔ ان کا یہ خیال تھا کہ سال کے آخر میں سارا پروگرام بڑا متوازن نکلے گا اور یہ سارا پروگرام متوازن نکلا ہے۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ جب میں وزیر منصوبہ بندی و ترقیات بنا۔ تو اتنا قابل اور اتنا محنتی آدمی مجھے ایڈیشنل چیف سیکرٹری ملا۔ ان کی سپورٹ کے ساتھ اور محکمہ کی اچھی کارکردگی کے ساتھ ہم نے جب سال کے آخر میں پورے پروگرام کا جائزہ لیا تو یہ متوازن نکلا۔ اور جہاں جہاں ہم نے توجہ دینا تھی۔ توجہ دی۔ اور میں یہ بھی نہیں کہتا کہ سو فیصد کے حساب سے بالکل صحیح نتائج نکلے۔ مگر یہ بھی نہیں کہ کہیں خامی نہیں رہی ہے۔ میں تو سارے بلوچستان کی بات کر رہا ہوں مگر نتائج اچھے تھے۔

جناب اسپیکر! جیسا کہ میں اس معزز ایوان میں کئی بار کہہ چکا ہوں اور اب دوبارہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ ہمارے صوبہ کا کل بجٹ ۴۶۴،۴۳ روپے تھا۔ غیر ترقیاتی بجٹ ۳۳۶،۴۳ کروڑ روپے تھا۔ اور اے ڈی پی کے لئے ۱۲۸ کروڑ روپے رکھے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارا اسپیشل ڈیویلپمنٹ پروگرام ہے جو کہ ۱۵۱،۶

کروڑ روپے کا ہے۔ اس کی مزید وضاحت یہ ہے کہ ہم نے جاری اسکیموں کے لئے ۴۶ کروڑ روپے رکھے تھے۔ تاکہ پہلے اپنے صوبے میں سارے اسکیموں کو مکمل کیا جا سکے۔ اور ان پر پوری توجہ دی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ اسکیمیں ادھوری رہ جائیں۔ اگر ان کو درمیان میں چھوڑ دیا جائے تو اس سے صوبے اور ملک کا بڑا نقصان ہوگا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فیصلہ فرمایا کہ جاری اسکیموں پر پوری توجہ دی جائے۔ اور یہی کیا گیا۔

جناب اسپیکر! میں اس وجہ سے ان تمام چیزوں کا تفصیل سے ذکر کر رہا ہوں کہ میں اس معزز ایوان اور عوام کو جام صاحب کی حکومت نے جو کام کئے ہیں بتا دوں اور جس قسم کی قیادت جام صاحب نے ہمیں دی ہے اس کی تفصیل دوں اس میں شک نہیں کہ جام صاحب کا طریقہ کار مختلف رہا ہے۔ وہ طریقہ کار ایسا ہے کہ وہ کسی کام کا کریڈٹ خود نہیں لیتے۔ یا کم از کم پورا کریڈٹ لینے کی کوشش نہیں کرتے ہیں تاہم ہم جو لوگ ان کے ساتھی ہیں۔ وزارت میں موجود ہیں۔ ہم اچھی طرح سے جانتے ہیں وہ کس طرح سے ہماری امداد کرتے ہیں۔ اور کس طرح سے ہمیں تقویت دیتے ہیں اور ہماری کتنی رہبری اور ہمت افزائی کرتے ہیں کہ ہم اپنا کام اپنے طریقے سے کریں۔

<u>مسٹر ڈپٹی اسپیکر!</u> اندازہ لگائیے کہ ترقیاتی کاموں کے بارے میں آپ کے اس ہاؤس کو کتنا شوق ہے۔ کورم پورا ہے۔ ؟

<u>وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔</u> جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں ترقیاتی اسکیموں کے متعلق۔ کوئیت ہمارا بہت دوست ہے اس نے ہمارے ساتھ کئی منصوبوں میں تعاون کیا ہے اب بھی ۴۰.۳ کروڑ روپے دیئے ہیں یہ چالیس سال ایریگیشن اسکیم کے لئے ہیں ان اسکیمات میں سے ۱۹ اسکیمیں محکمہ ایریگیشن خود کر رہا ہے یعنی رقم انہوں نے دی

ہے۔ گائیڈ لائن بھی انہوں نے دی ہے سپرویژن ان کی ہے۔ مگر کام صوبائی محکمہ ایریگیشن کرا رہا ہے۔ اور یہاں پر ۲۱ اسکیمیں آبپاشی کی نیس پاک مکمل کر رہا ہے ان اسکیمات کے لئے کافی رقم رکھی جائے تاکہ اس سے صوبہ فائدہ اٹھا سکے۔ ایم۔ پی۔ اے اسکیم کے لئے ۳۶ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ یعنی یہ تمام ایم۔ پی۔ اے کے لئے ہیں اور فی ایم۔ پی۔ اے کے لئے اسی لاکھ روپے ہیں جو وہ ترقیاتی کام کرائیں گے۔

اس بجٹ میں صرف پراجیکٹ ایریاز کے لئے چار کروڑ روپے اور پھر رورل ایریاز کے لئے پانچ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ مزید طرہ یہ کہ چودہ کروڑ روپے آبادی کے تناسب سے اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں تاکہ ہر علاقے میں آبادی کے لحاظ سے ترقیاتی کاموں کے لئے اور بھی رقم دی جاسکے۔ جس سے ترقیاتی کاموں کو فروغ حاصل ہو۔ یہ اسکیمیں تھیں ان کے لئے مختلف رقمیں رکھی گئی ہیں۔

جناب اسپیکر! ایک اور پوائنٹ میں آپ کے توسط سے اپنے بھائیوں اور بہنوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ صوبائی بجٹ کے متعلق ہم خود عوامی نمائندے فیصلہ کرتے ہیں۔ آپ کی صوبائی حکومت فیصلہ کرتی ہے کہ یہ بجٹ کیسا بنایا جائے کیسا خرچ کیا جائے اور ہم اس کو وقت کے لحاظ سے رد و بدل بھی کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے سامنے اس کے نتائج بھی بڑے حوصلہ افزا ہیں۔ اب آپ نے دیکھا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے سال صدر ضیاءالحق صاحب کی خدمت میں درخواست کی کہ ہمیں بلڈوزر چاہیئے۔ اور پھر اس سال وزیر اعظم جونیجو صاحب سے انہوں نے درخواست کی کہ ہمیں صوبہ کے لئے ڈرلنگ رگز چاہیئں۔ یہ بلڈوزر اور ڈرلنگ رگز ہمیں اس لئے چاہیئں کہ ہمیں جتنا اندازہ تھا جس رفتار سے ہم نے ترقی کرنا تھی اس سے ہماری رفتار کم رہی ہے۔ یہاں اس صوبہ میں ہمارے لوگوں کی توقعات بہت بڑھتی جا رہی ہیں اور آج میں کہتا ہوں کہ آج ڈرلنگ دگنی بھی ہو۔ تب بھی پوری نہیں ہوسکتی ہیں۔ ہمارے محکمہ آبپاشی پر اس کا اتنا دباؤ اور مانگ ہے ہر ایک

یہ کہتا ہے رگ ہیں دیں ۔ کیونکہ اس وقت مطالبات اتنے زیادہ ہیں تمام محکمہ آبپاشی کی رگز ایم۔پی اے کی اسکیمات جن کی نشاندہی انہوں نے کی ہے ان پر لگی ہوئی ہے، مصروف ہیں ۔ مگر ایم پی اے کی نشاندہی کے علاوہ ہمارے بھائی زمیندار ایسے ہیں وہ خود اپنی مدد آپ کے تحت بور کرانا چاہتے ہیں اور اپنی زمینوں کو بہتر بنانا چاہتے ہیں اور یہ زراعت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اس سلسلے میں ہماری موجودہ حکومت نے کوشش کی ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کو اس شعبے میں سامنے لایا جائے چنانچہ پچھلے سال ہم نے اس کے لئے اشتہار دیا کہ ڈرلنگ رگز کے لئے جو پرائیویٹ سیکٹر آنا چاہے اور وہ صوبہ بلوچستان میں ڈرلنگ کرنا چاہیں ہم ان کو خوش آمدید کہیں گے۔ مجھے یہ بیان کرنے میں خوشی ہوتی ہے کہ اس سلسلے میں تین چار فرمیں آئیں ہیں۔ انہوں نے بولی دی ہے ان میں سے ایک فرم کو ہم نے ٹھیکہ دے دیا ہے۔ وہ بلوچستان میں ڈرلنگ کریگی۔ اور اسے بلوچستان میں واٹر سروس اسٹیبلش کرنے کا ٹھیکہ مل گیا ہے۔ مکران کیلئے بھی ایک پارٹی آئی ہے۔ اس کیلئے بھی سلسلہ ہو رہا ہے تاکہ پرائیویٹ سیکٹر کو اس میں متعارف کرایا جاسکے۔ اب محکمہ آبپاشی کے پاس ڈیمانڈ اس واسطے زیادہ ہیں کہ واٹر سورس اسٹیبلش کرنے کیلئے ان کے ریٹ کم ہیں اور وہ کم ریٹ پر کام کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کا خرچہ نہیں ہوتا ہے حقیقت میں ان کا بھی خرچہ بھی ہوتا ہے مگر انہوں نے کچھ overhead اخراجات چھوڑ دیئے ہیں وہ حساب میں نہیں لاتے ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں دو لاکھ روپے دیا جائے تو وہ واٹر سورس اسٹیبلش کر دیتے ہیں۔ درحقیقت ان کا خرچہ سوا تین لاکھ روپے ہوتا ہے۔ اب اس کے ساتھ دوسرے جو محکمے ہیں واپڈا ہائیڈرو جیالوجی پرائیویٹ سیکٹر والے ہیں وہ کہتے جناب ہم تو دو لاکھ روپے میں نہیں کر سکتے ہیں اگر صحیح رقم ہمیں دی جائے تو ہم کریں گے۔ اگر پرائیویٹ سیکٹر کو صحیح رقم دی جائے تو وہ سامنے آئیں گے اور وقت کے ساتھ ساتھ زیادہ آئیں گے۔ وہ پھر ہماری ضروریات کو پورا کرسکیں گے۔ خصوصاً ان علاقوں میں جہاں ہم نے ابتک پانی کو ٹیوب ویل کے ذریعے باہر نہیں نکالا ہے۔ دوسرے طرف ہمارا اسپیشل ٹریٹمنٹ

پروگرام ہے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے ۱۵۱٫۶ کروڑ روپے کی بہت بڑی رقم ہے مگر یہاں پر کچھ پابندیاں ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جو اسپیشل پروگرام ۱۹۸۰ء میں شروع کیا گیا تھا یہ ایک بہت اچھی اسکیم تھی۔ اس کیلیئے ہم صدر ضیاالحق صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے یہ اسکیم اس واسطے شروع کی تھی کہ پسماندہ علاقوں میں زیادہ توجہ دی جائے جس میں صوبہ بلوچستان بھی شامل ہے اور فرنٹیر کا علاقہ فاٹا بھی شامل ہے یہ پروگرام ان علاقوں کیلیئے شروع کیا گیا اس منصوبہ کے تحت ستر فی صد کم از رقم ہمارے دوست ملک دیتے ہیں جن کو ہمارے ساتھ ہمدردی ہے یہ دوست ممالک چاہتے ہیں کہ ہم ترقی کریں اور آگے بڑھیں اس لیئے وہ امداد دیتے ہیں اور اس میں تیس فی صد ہم کو خود ملانے ہوتے ہیں۔ اگر وہ اسی فیصد دیتو بیس فی صد حکومت پاکستان اپنے فنڈ سے دیتی ہے بعض اوقات یہ تناسب بڑھ بھی سکتا ہے اور بعض اوقات کم ہو جاتا ہے یہ تناسب بڑھتا گھٹتا رہتا ہے یہ کوئی مستقل رول نہیں تاہم جو ڈونر کنٹری آتی ہے وہ ہمارے ساتھ گفتگو کرتی ہے یا حکومت پاکستان کے ای اے ڈی (اکنامک افیئرز ڈویژن) ان کے افسران کے ساتھ گفتگو کرتی ہے ان کے ساتھ یہ تناسب مقرر ہو جاتا ہے کہ وہ کتنا دیں گے اور کتنا پاکستان کی حکومت دے گی کیونکہ یہ امداد دینے والے ممالک اپنی شرط لگا دیتے ہیں۔ کہ یہ منصوبہ کیسے ہوگا کب پایۂ تکمیل کو پہنچے گا بعض منصوبے آپ کے سامنے ہیں جو بہت پاپولر ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے خاص ترقی نہیں کی ہے خاص طور پر سوشل سیکٹر میں ایسے منصوبے ہیں جو

ترقی نہیں کر سکے ہیں جب اسی فی صد رقم امداد دینے والے ممالک دیتے ہیں تو وہ چند شرائط بھی رکھتے ہیں وہ پراجیکٹ مقرر کرتے ہیں اس کیلیئے تعاون کرتے ہیں۔ مثلاً ہم کب سے لگے ہوئے ہیں میرانی ڈیم کیلیئے۔ دیگر ممالک کو کہتے ہیں میرانی ڈیم کا ایک بہت اچھا منصوبہ ہے آپ اس کو اپنائیں مگر ابتک اس سلسلے میں خاص ترقی نہیں ہوئی ہے۔ امداد دینے والے ممالک آتے ہیں امریکن نے میرانی ڈیم کو دیکھا ہے جاپنیز نے دیکھا ہے اس کیلیئے ہم کوشش کر رہے ہیں ہمارے دوست عرب ممالک ہیں دوسرے ہیں مگر جو ہمیں اس منصوبے کیلیئے توقع تھی وہ نہیں ہوئی ہے۔ بعض اوقات

یہ ممالک اپنی مرضی سے پراجیکٹ کا انتخاب کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں یو ایس ایڈ والے ہیں انہوں نے
چالیس ملین ڈالر کی امداد دی ہے انہوں نے اپنی مرضی سے کوسٹل روڈ کیلئے دیئے ہیں اس منصوبے
پر آپ کافی نکتہ چینی بھی سنیں گے مگر اس کیلئے کچھ تھوڑا سا صبر کی ضرورت ہے آئندہ اس صوبے کا بہت
بڑا فائدہ ہوگا کیونکہ وہ چالیس ملین ڈالر کی رقم سڑک کے اس حصے پر لگا رہے ہیں جو اس سڑک کا بیحد
مشکل ترین حصہ ہے۔ جب ہم لسبیلا سے مکران کی طرف آتے ہیں اور اس راستے میں بہت بڑے پہاڑ
آتے ہیں اور بہت ناہموار گزار راستہ ہے ذرا بھی بارش ہو تو وہ سڑک ختم ہو جاتی ہے وہ اس قابل
نہیں ہوتی ہے کہ اسے استعمال کیا جائے۔ چنانچہ اس سڑک کو یو ایس ایڈ والے اپنے پروگرام
کے تحت امریکن معیار کے مطابق پہاڑ اندر سے بنا رہے ہیں بعض بھائی یہ کہتے ہیں کہ اس
منصوبے متعلق کیا ہوا چالیس لاکھ ڈالر بھی یو ایس ایڈ کے تحت ملے ہیں۔ لیکن وہاں ایک سنگل روڈ
اکا بنی ہے اس میں شک نہیں ہے کہ ان کے ڈیزائیننگ میں سنگل روڈ ہی ہے اور وہ اسے
اپنے معیار کے مطابق بنا رہے ہیں۔ ابھی کچھ دن ہوئے ان کے نمبر دو آدمی مسٹر پال گڈسے
تشریف لائے تھے۔

جناب والا! ان کے نمبر دو آدمی مسٹر پال گڈ ہیں۔ اسپیلنگ تو ان کے
نام کے گڈ بیٹے ہیں لیکن تلفظ گڈسے ہے۔ اسی طرح یو۔ ایس ایڈ کے ڈائریکٹر مسٹر یوجین
ایس سٹیلز تشریف لائے تھے انہوں نے ہمارے ساتھ باتیں کیں اور انیس سو ستاسی
کے بعد کے ترقیاتی پروگرام پر ہم سے بات چیت ہوئی۔ اس سلسلے میں یہ بتانا ضروری سمجھتا
ہوں کہ ہمارے مکران ڈویژن کے جو ساتھی ایم پی اے صاحبان ہیں وہ میرے بھائی
ہیں میں نے ان سے کہا ہے کہ یو ایس ایڈ کے تحت ایک سڑک کی تکمیل کا کام پکڑ لیں اور
پوسٹ ۱۹۸۷ء تک تربت والی سڑک کی تکمیل کروالیں۔ اس کی بلیک ٹاپنگ وغیرہ اسی
پروگرام کے تحت ہو جائے تو اچھا رہے گا۔ میں نے اس سلسلے میں اپنے مکران ڈویژن
کے بھائیوں سے رائے مانگی ہے۔ اور ساتھ ہی یو ایس ایڈ کے دوسرے ذمہ دار آدمی کے

سامنے یہ بات رکھی کہ جناب ہم پوسٹ ۱۹۸۷ کے کام مکمل کرتے ہیں انہوں نے ڈپلومیٹس کی طرح اس کا پکا وعدہ تو نہیں کیا تاہم میری بات انہوں نے بڑے غور سے سنی اور ان کو میری بات پسند بھی آئی۔ اب دیکھیں آگے کیا بنتا ہے اس سلسلے میں حکومت بلوچستان کی طرف سے وفاقی ای اینڈ اے ڈی پلاننگ ڈویژن جس کے ڈپٹی چیئرمین مسٹر اے جی این قاضی ہیں کو حال ہی میں ہم لکھ رہے ہیں کہ ان کے خیالات کیا ہیں

جناب والا ! اس کے علاوہ انہوں نے ہمیں ایجوکیشن پروگرام دیا ہے اس کے تحت مکران ڈویژن سے لڑکے لئے ہیں جنہوں نے ٹوفل ایگزامینیشن دینا ہے جس کے بعد وہ انہیں امریکن یونیورسٹی میں پڑھائیں گے جب لڑکے پڑھ کر آئیں گے تو لازمی ہے کہ ان کو آسانی سے نوکریاں ملیں گے۔ ہم نے ان سے کہا ہے کہ یہ پروگرام جاری رکھیں اور ہم نے مزید کہا کہ مکران ڈویژن کے علاوہ اسے دیگر ڈویژنوں تک پھیلائیں تاکہ دوسرے علاقوں کو فائدہ پہنچے۔

جناب اسپیکر ! اسپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام کو دیکھیں اس کے بعض پروگرام بہت امپریسو ہیں یو کے گرانٹ ایک سو دس ملین روپے کا ہے۔ بڑا اچھا پروگرام ہے۔ اس کے تحت ایک سو بتیس کے وی لائن قلعہ سیف اللہ تا ژوب اسیطرح تینتیس کے وی لائن خانوزئی تا زیارت کا ہے۔ راستے میں بیس گاؤں آتے ہیں ان کی الیکٹریفیکیشن ہو جائے گی۔ ساتھ ساتھ تینتیس کے۔ وی لائن کشمور تا ڈیرہ بگٹی تک ہے۔ اس کے علاوہ کویت فنڈ کی رقم ایک سو نواسی ملین روپے ہے اس کے تحت دیہی علاقوں میں بجلی پہنچانا ہے۔ جس میں تین سو گاؤں کی الیکٹریفیکیشن شامل ہے۔ علاوہ ازیں آٹھ سو ٹیوب ویل نصب کرنا شامل ہے۔

جناب والا! ٹیوب ویل کی تنصیب کے سلسلے میں ہمیں کچھ پرابلم درپیش ہیں وہ یہ کہ جتنے ٹیوب ویلوں کی گنجائش ہے ہمارے پاس اتنی ڈیمانڈ نہیں ہے ہمیں اتنی درخواستیں موصول نہیں ہورہی ہیں۔ ٹیوب ویل کی تنصیب مفت ہے تاہم اس سلسلے میں ہم نے بات کی ہے کہ کویت فنڈ پروگرام کے تحت چونکہ ہمارے پاس اتنی ڈیمانڈ نہیں ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہ رقم دوسرے ایریا کیلئے جہاں ڈیمانڈ زیادہ ہو میں خرچ کریں لیکن ہمیں ابتک مثبت جواب موصول نہیں ہوا ایک اور کینیڈین گرانٹ نواسی اعشاریہ سات ملین روپے کی ہے۔ یہ ٹرانسمیشن الیکٹریفیکیشن کا پروگرام ہے۔ اسکے تحت سریاب تا زہری تینتیس کے وی لائین پہنچانا ہے خضدار وڈھ تینتیس کے وی لائین۔ اسکے علاوہ خضدار نال تینتیس کے وی لائین اور لورالائی دکی میں تینتیس کے وی لائین پہنچانا اس پروگرام میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ چارسو بیالیس ٹیوب ویلوں کو بجلی مہیا کرنا بھی اسی پروگرام میں شامل ہے۔ جناب والا! اس پر تسلی بخش کام ہورہا ہے۔ بعض اوقات ہمیں گرانٹ نہیں ملتی تو بنکوں سے ہمیں بڑے کم اور سافٹ ٹرم کے طور پر رقم مل جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ایشین ڈیولپمنٹ بنک کا ذکر کرنا ضروری ہے اسکے تحت گراؤنڈ واٹر ڈیویلپمنٹ ٹریکل ایریگیشن کیلئے چھبیس کروڑ روپے دیا گیا ہے دو سو ساٹھ ٹیوب ویلوں کی تنصیب اسمیں شامل ہے کچھ ٹیوب ویل قلعہ سیف اللہ میں اور کان مہترزئی میں نصب کیے جائیں گے جناب والا! ٹریکل ایریگیشن اسکیم کے تحت پانچ ہزار ہیکٹر زمین کو سیرآب کرنا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں ڈھائی ہزار ایکڑ کا ایک ہیکٹر ہوتا ہے۔ یہ بہت بڑا ایریا ہے ٹریکل ایریگیشن اگرچہ نئی ٹیکنالوجی ہے تاہم دنیا اس سے پہلے کافی فائدہ اٹھا چکی ہے۔ جناب والا! جب پانچ ہزار ہیکٹر رقبہ پر اس سسٹم کے تحت آبپاشی ہوگی تو لوگ اسکی دیکھا دیکھی خود بخود اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ آپ نے اگر دیکھا ہو تو بیلیلی کسٹم بیریئر پر چھوٹے سے ٹکڑے میں یہ لگایا گیا ہے۔ پہلے یہ بہت خراب زمین تھی نمک سے بھری ہوئی تھی اسکے باوجود جب ٹریکل ایریگیشن کے تحت سیب کے درخت

لگائے گئے ہیں تو یہ درخت نہایت اچھے طریقے سے بڑھ رہے ہیں۔ میں سب کو مشورہ دونگا کہ کوئٹہ کے قریب واقع اس جگہ کو ضرور دیکھیں۔

جناب اسپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس میں لیولنگ کی ضرورت نہیں پڑتی پائپ لائین کہے جاتا پڑتا ہے خواہ پہاڑی ہو ڈھلوان ڈھیری ہو ہر جگہ پائپ لائین پہنچائی جا سکتی ہے لوگ لیولنگ کے اخراجات سے بچ جاتے ہیں۔ جناب والا! بلوچستان ایریڈ زون ہے جہاں ٹاپ سائیڈ بہت کم ہوتا ہے عموماً دیکھا گیا ہے کہ پہاڑی علاقہ میں بمشکل تین یا چار انچ ٹاپ سائیڈ ہوتا ہے جبکہ میدانی علاقے زیادہ سے زیادہ اسوقت ڈیڑھ فٹ ٹاپ سائیڈ ہوگی۔ جب لیولنگ کرتے ہیں تو بلڈوزر چلاتے وقت اسکی زرخیزیت ختم ہو جاتی ہے اور زمین غیر زرخیز بن جاتی ہے۔ لیکن ٹریکل اریگیشن کا یہ بھی فائدہ ہے جو میں نے بیان کر دیا۔ تاہم محکمہ زراعت والے اس ٹیکنالوجی کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کیلئے ایگریکلچر ایکسٹینشن سروس کو مزید تیز کرنے کی ازحد ضرورت ہے۔ مثلاً سیب کا درخت اونچا ہو تو اس کے پھل کو حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے لہٰذا سپرے اور فروٹ حاصل کرنے کیلئے سپریٹنگ کے نظام کو درست کرنا ضروری ہے جو مشکل ہے۔ جدید ٹیکنالوجی ہمیں سکھاتی ہے کہ سیب کے درخت چھوٹے ہوں تاکہ زیادہ درخت لگائیں اور انکو ٹھیک ٹھیک قطاروں میں لگائیں تاکہ آئندہ اسکے فوائد حاصل ہو سکیں۔ جناب والا! قومی پیمانے پر بات کرتے ہوئے میں سپرٹینگ کے جدید نظام اور اسکے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے عرض کرونگا کہ ہماری کاٹن کی فصل اب کہاں پہنچ گئی ہے۔ اور ہم نے انٹرنیشنل کاٹن مارکیٹ کو تقریباً اپ سیٹ کر دیا ہے۔ اور یہ کریڈٹ زیادہ سے زیادہ آپکے سپرٹنگ پروگرام کو جاتا ہے۔ ہم نے اس میں کافی کامیابی حاصل کر لی ہے اور ہمارے صوبے کے زمیندار اب سمجھ گئے ہیں کہ اگر باغات میں سپرے موسم کے مطابق کیا جائے تو اس کے اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً سردی کے موسم میں ونٹر آئل کا سپرے کیا جائے۔ بعد ازاں پھول نکلنے کے دنوں میں سپرے کیا جائے کیونکہ پچیس فیصد تو پھول گرتے ہیں اسوقت

سپرے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آخر کار فصل کٹنے یا پھل اتارنے کے سیزن سے اکیس دن قبل سپر کا عمل روک دیا جاتا ہے۔ جناب والا! اس سے پیداوار میں فائدہ ہوتا ہے نیز نقصانات کم سے کم ہوتے ہیں۔ جناب والا! اب تو باغات کے ٹھیکیدار بھی اس کے فوائد کو سمجھ گئے ہیں لہٰذا اب یہ انکا فرض ہے کہ اپنے فائدہ کی خاطر زیادہ سے زیادہ سپرے باغات میں خود کروائیں اور وہ کر بھی رہے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ آئندہ ہمیں اسپرے کیلئے زیادہ رقم رکھنا پڑیگی۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر میاں صاحب ذرا گھڑی کا بھی جائزہ لیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی کہا تھا یہ بڑی تفصیل ہے۔ لیلےٰ مجنوں کا قصہ ہے۔ تاہم اگر آپ کہتے ہیں تو میں ختم کر دیتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اسکے لیئے تو آپکو پورا ایک دن دیا جانا چاہئیے تھا۔ اسلیئے کہ آپکی تقریر بڑی معلوماتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی وقت کی قلت ہے۔ مزید یہ کہ چھ اور ممبرز نے بھی بولنا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ حاضر جناب۔ تو میں ختم کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ چونکہ ہاؤس کی رائے ہے کہ ہم اس بحث کو کل بھی جاری رکھیں۔ لہٰذا آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب والا! اب فیس پاک کے متعلق ذکر کرنا ضروری ہے یہ پبلک سیکٹر کا بہت بڑا ادارہ ہے یہ فیزبلٹی رپورٹس مختلف پراجیکٹس کی تیار کرتا ہے۔ اس ملک میں فیزبلٹی رپورٹ کا متعلق بڑی غلط فہمیاں بھی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ماڈرن دنیا میں فیز بلٹی رپورٹ اور پری فیز بلٹی رپورٹ کے بغیر کام نہیں چل سکتا ہے کوئی بھی پراجیکٹ ہو۔ میرانی ڈیم کو آپ لے لیں۔ اگر ہم نے کسی سے بات بھی کرنا ہو تو وہ کہیں گے کہ ہمیں اسکے لیئے فیز بلٹی رپورٹ اور پری فیز بلٹی رپورٹ دکھائیں۔ ادھر میرا ایک ساتھی مجھے بڑا گھور گھور کر دیکھ رہا ہے۔ یہ ساتھی مجھے بار بار کہتے ہیں کہ ہنگ ڈیم کے لیئے کچھ کرو۔ وہاں ایک شاندار ڈیم بن سکتا ہے۔ وہ میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ جناب اس

ڈیم کے لیئے کچھ کرو۔ اور اس ڈیم کسی طریقے سے کامیاب کرو سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت کسی امداد دینے والے ملک کو گھیر گھار کر لے آؤ تاکہ یہ تنگ ڈیم کا کام شروع ہو میں نے اپنے اس دوست کو یہ سمجھایا ہے کہ پہلا قدم جو کسی پراجیکٹ کے لیئے ہوتا ہے وہ پری۔ فیز بلٹی رپورٹ ہوتی ہے اس کا پہلے پی سی ون فارم بنتا ہے پھر فیز بلٹی رپورٹ تیار ہوتی ہے اس کے بعد منصوبے کو آگے چلایا جاتا ہے پھر ہم کسی امداد دینے والے ملک کو یہ منصوبہ پیش کر سکتے ہیں کہ جناب تنگ ڈیم ہے اسکی کل لاگت اتنی ہوگی اس سے اتنا معاشی فائدہ ہوگا۔ پھر امداد دینے والا ملک سامنے آئیگا چنانچہ پی اینڈ ڈی محکمہ کو میں نے ھدایت کی ہے کہ وہ تنگ ڈیم کے متعلق پی سی ون اور فیز بلٹی رپورٹ تیار کریں ہمارے بھائی کو جب ہم کہتے ہیں کہ یہ رقم ہم آپ سے کاٹ رہے ہیں اور ایم پی اے اسکیم سے کاٹ رہے ہیں تو ان کے ماتھے پر شکن آجاتے ہیں۔ یہ تمام بجٹ ہے اور پھر ایک بڑی رقم ہم نے آبادی کے تناسب سے دے دی ہے چھتیس کروڑ روپے ایم پی اے اسکیم کے لیئے دئے ہیں اور سنتالیس کروڑ جاری اسکیموں کیلیئے دیا ہے پھر اس کے بعد سماجی شعبے ہیں۔

جناب اسپیکر! محکمہ صنعت ایک بہت بڑا محکمہ ہے محکمہ تعلیم ہے اس طریقے سے ہر ایک محکمہ بہت اہم ہے ہر ایک کیلیئے اس کے حساب سے رقم رکھنا ہوتی ہے۔ سارا نظام متوازن رکھنا ہے۔ ہمارے ایم پی اے صاحبان کا بھی صحیح خیال ہے ان کو بھی زیادہ رقم ملنا چاہیئے یہ ممبر صاحبان تو صرف اپنے حلقے کو دیکھتے ہیں وہ ایک لاکھ آدمی سے منتخب ہو کر آئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ انکے حلقے میں کیا چیز ضروری ہے مجھے ان سے پوری ہمدردی ہے اور جب ہم اپنے کالج صوبے کی ضروریات کو دیکھتے ہیں کہ ہمیں زرعی کالج کی ضرورت ہے لائیو سٹاک کالج فارسٹ اور ٹیکنیکل یونیورسٹی کی ضرورت ہے تو پھر جب ہم اپنی تجوری کو دیکھتے ہیں تو وہاں کچھ بھی نہیں ہے تو یہ مجبوریاں ہیں اسکے برعکس ہماری ضروریات وسیع ہیں لیکن ہم اپنی طرف سے کوشش کرتے ہیں۔ وفاقی حکومت سے ہم بار بار مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وزیراعلیٰ

صاحب کوئی موقع نہیں چھوڑتے اور ہر موقع پر اپنا موقف بیان کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر بعض فنکشن میں آپ بھی موجود ہوتے ہیں آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کس طریقے سے کوشش کرتے ہیں کہ امدادی فنڈز کہیں سے مل جائیں تاکہ یہ اپنے صوبے میں ترقیاتی کام کرا سکیں۔ ہمارے ایک دوست ملک جاپان ہیں ان کو داد دینا چاہیئے ہم انکے بہت مشکور ہیں انہوں نے ہماری بڑی فراخدلانہ مدد کی ہے مگر ان کا طرز کچھ اور ہوتا ہے وہ پراجیکٹ کے لیئے رقم نہیں دیتے ہیں وہ ین میں گرانٹ دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اتنے ین کی امداد ہے آپ اس گرانٹ سے جاپانی بلڈوزر لے لیں جس کمپنی کے چاہیں لے لیں کمپنی کا انتخاب کرنا تمہارا کام ہے یہاں پر ہر قسم کی کمپنیاں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ین میں گرانٹ دیتے ہیں آپ رگ جاپانی خرید لیں۔ کمپنی چن لیں۔ اس طرح وہ پسنی ہاربر کیلیئے پاور جنریشن power generation کے لیئے سامنے آ رہے ہیں ان کے طریقہ کار کا ہمیں پتہ ہے کہ وہ کیا کہیں گے کہ اچھا پاور جنریشن کی مشینری لے لو جس کمپنی کی چاہتے ہو لے لو مگر جاپانی لے لو۔

یہاں پر پٹ فیڈر کینال کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے اور جاپانی گرانٹ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اس میں ایشین ڈیویلپمنٹ کا لون بھی شامل ہے۔ جس کا میں ذکر کر رہا ہوں یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اس کا ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ جناب اسپیکر! آپ کے ذریعے اور اس ایوان کے ذریعے ان لوگوں تک یہ بات پہنچانی ہے جو کہ پٹ فیڈر سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہ جام صاحب کی حکومت ہے اور وزیر اعظم جونیجو صاحب کی حکومت نے ایک بہت بڑا کام کیا ہے پانی کی تقسیم کا جس کی ایک ایک بوند کے لیئے لوگ جان دینے کو تیار ہیں اور اب ہمیں یہ پراجیکٹ ملا ہے مجھے یاد ہے میں ۱۳ سال پہلے جب وزیر تھا اس ایوان میں تقریریں کرتا تھا اس وقت میرے پاس کوئی دوسرا شعبہ تھا اس وقت بھی اس پٹ فیڈر کینال کا رونا تھا۔ ہمارے پرائم منسٹر جونیجو صاحب اور وزیر اعلیٰ بلوچستان نے اس منصوبے کے لیئے جان توڑ کوشش کی ہے میں بھی اسلام آباد میں ان کے ساتھ تھا باقاعدہ جیسے الیکشن لڑتے ہیں اس کے لیئے ہم نے کوشش کی ہے دو میٹنگیں وزیر اعلیٰ صاحب نے وزیر اعلیٰ سرحد کے ساتھ کیں وہ تو راضی نہیں ہو رہے تھے مگر جام صاحب نے ان کو اپنے طریقے سے کونس

کیا کہ جناب اس سے سارے پاکستان کو فائدہ ہے۔ بلوچستان کو تو خواہ مخواہ فائدہ ہے۔ مگر اس سے ملک کو فائدہ ہے۔ اور آپ کا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے وزیر اعلیٰ سندھ نے ہمارے ساتھ تعاون کیا کہا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے جب پرائم منسٹر صاحب جنوری ۸۹ء میں کوئٹہ تشریف لائے یہ شرف مجھے حاصل ہوا کہ میں نے بلوچستان کے بارے میں ان کو بریفنگ پیش کروں میں نے انکی خدمت میں ترقیاتی کاموں کی بریفنگ پیش کی اس بریفنگ کے دوران یہ مسئلہ سامنے آیا تو وزیر اعظم صاحب جن کو بلوچستان سے بڑا لگاؤ ہے مجھے خود کہا کہ آپ اسلام آباد آئیں وہاں اکنامک کونسل کی میٹنگ ہو رہی ہے اور اپنی وضاحت خود پیش کریں۔ یہ موقع انہوں نے دیا اور ساتھ ساتھ انہوں نے کہا یہ ایکنک ECNEC کی میٹنگ ہے۔ جس کی صدارت پرائم منسٹر خود کرتے ہیں انہوں نے فرمایا اس اپنا مدعا پیش کرو۔ جام صاحب بطور وزیر اعلیٰ اس کے ممبر ہیں اس میں مجھے دعوت دی گئی اور مجھے موقع ملا میں نے وہاں بیان کیا۔ ہم ایک ایک وزیر سے وہاں ملے جام صاحب ہمارے ساتھ تھے ہم نے ان سے مذاکرات کیئے ان کو ہم نے کنونس کیا کہ جناب ملک کا اور ہمارے صوبے کا فائدہ ہے اس پر اعتراض نہ کریں کیونکہ ایشین ڈیویلپمنٹ بنک ہمیں یہ کہتا تھا کہ آپ جو اس کینال کی توسیع کر رہے ہیں آپ کو ۶۷۰۰ کیوسک پانی بھی اس کینال کے لیئے ملے گا کیونکہ اب موجودہ صورت حال میں ۳۵۰۰ کیوسک پانی ملتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ ہمیں پانی کی اس ضرورت ہے جبکہ ملک میں فلڈز ہوتے ہیں چنانچہ ہم نے ایک کاؤنٹر پروپوزل اپنے بھائیوں کو اسلام آباد میں پیش کیا کہ جناب ہم پانی اسوقت لیں گے جب پانی کی بہتات ہوگی فلڈز ہونگے۔ آپ اس پانی ۶۷۰۰ کیوسک کی ضمانت دے دیں۔ کیونکہ اس وقت پانی کی فراوانی ہوگی اس سلسلے میں سندھ نے ہمارے ساتھ پورا تعاون کیا اور وزیر اعلیٰ سندھ نے کہا بھائی مجھے اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے یہ تمھارا موقف ٹھیک ہے میں جام صاحب سے پورا تعاون کرتا ہوں ہم آپ کو بالکل مدد دینگے اس طرح ہم دیگر ساتھیوں کو بھی کہا کہ جناب یہ فلڈ کے زمانے میں ہوگا اور یہ پانی جب ایک دفعہ کوٹری سے نکل گیا تو جا کر سمندر میں گر جاتا ہے کیا حرج ہے کہ جب فلڈز ہو ہم ۳۵۰۰ کیوسک کی بجائے ۶۷۰۰ کیوسک لے لیا۔ یہ ایک لمبی

ہر پراجیکٹ کے لیئے بیحد ضروری ہے یہ خواہ ہم نیس پاک سے کرائیں یا جو بھی کنسلٹنٹ اچھے ہوں ان سے کرائیں ۔ وہ ان معاملات میں ماہر ہو پھر ان کی دستاویزات ہم نے آگے پیش کرنا ہوتی ہیں یا تو امداد دینے والے ممالک کے سامنے رکھنا ہوتی ہے ان کو کہنا ہوتا ہے آپ دیکھیں یہ ہمارے منصوبے ہیں اور باہر ممالک والے لوگ اپنے کام میں بے حد ماہر ہوتے ہیں جب وہ فیز بلٹی اسٹڈی کو دیکھتے ہیں انکو فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ کس قسم کی فیزبلٹی رپورٹ بنی ہے یہ بہت ضروری ہوتی ہے ۔

کوئیت فنڈ سے ۲۶ سال ایریگیشن اسکیمیں مکمل ہوئی ہیں جس سے تینتالیس ہزار پانچسو اٹھ ہیکٹر زمین زیر کاشت آئیگی ۔ یہ آپ کو پتہ ہے سمال ایریگیشن اسکیم کہاں ہیں جناب اسپیکر یہ تربت خضدار قلات سبی کچھی چاغی کوئٹہ پیشین ژوب لورلائی میں واقع ہیں ۔ ورلڈ بنک اور جرمن امداد یو ایس ایڈ بھی ملتی ہے ۔ یو ایس ایڈ سے ۲۳٫۳۸ کروڑ روپے ملے ہیں ۔ یہ اسکیم بلوچستان مائنر ایریگشن اسکیم کے تحت ہے ان سے ۱۷۸ اسکیمیں بنائیں گے مگر ان کی شرط یہ ہے اور ہمیں شرط پوری کرنی پڑتی ہے کہ یہ اسکیمیں اس مقام پر ہونگی جہاں چوبیس گھنٹے پانی رہتا ہو ۔ چنانچہ اس کے لیئے ۷۸ اسکیمیں چنی گئی ہیں اور ان اسکیموں کو اولیت دی جا رہی ہے یہ اسکیمیں بھی ژوب ، لورلائی خضدار لسبیلا کاں مہترزئی ارگس روڈ فیقرزئی دکی تفتان رباط لک عبدالرحمان دحی پلار چشمہ اچوزئی پائلٹ پروجیکٹ وغیرہ وغیرہ یہ علاقے اس میں شامل ہیں ۔ یہ پانی کی توسیع کے منصوبے میں شامل ہیں ۔ گراؤنڈ واٹر سورسز اس میں شامل ہیں ۔

جناب اسپیکر! اس صوبہ میں ہم چاہتے ہیں کہ صحیح طریقے ترقی ہو ہمیں اعتراف کرنا ہے کہ سپیڈ کم ہے ۔ اس مقصد کے لیئے کئی تبدیلیاں لائی گئی ہیں ایک علیحدہ پراجیکٹ ڈائریکٹر ایریگیشن محکمہ نے مقرر کیا ہے اور چیف منسٹر صاحب زور دے رہیں کہ پراجیکٹ کو تیز تر کیا جائے لیکن یہاں ایک پرابلم ہے مثلاً ارگس میں قبائلی لوگ آپس میں پانی کے حق پر جھگڑ رہے ہیں ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا کہ پانی پر کس قبیلہ کا حق ہے میں تو اس ایوان میں بیٹھ کر یہ فیصلہ نہیں دیتا

چاہتا کہ کون سچ بول رہا ہے یا کس کا حق ہے اور ناحق پر کون ہے بہر حال یہ مسئلہ درپیش ہے اس نتیجہ میں ایک اچھی بھلی اسکیم جو چل رہی تھی رک گئی ہے۔ صوبے کو فائدہ ہو رہا تھا لیکن دو قبائل آپس میں جھگڑ رہے ہیں اور یہ پراجیکٹ کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔ ایسی طرح بعض پراجیکٹس ہیں جہاں لوگ جھگڑوں میں مبتلا ہیں۔

جناب اسپیکر! کوئٹہ واٹر سپلائی پراجیکٹ کے تحت سال ... تک لوگوں کو پچیس گیلن فی کس پانی مہیا کرنے کا پروگرام ہے یہ اٹھارہ اعشاریہ چونتیس کروڑ کا پراجیکٹ ہے۔ سال دو ہزار عیسوی تک تھوڑا وقت باقی ہے تیرہ سال ہیں لیکن جناب والا! اس وقت تک یہاں کی آبادی دگنی ہو جائیگی۔ جناب والا! اسکا اندازہ آپ نہیں لگا سکتے پہلے شہر کیا تھا اور اب ذرا دیکھیں شہری کی کتنا بڑھ گیا ہے۔ سنسز کی فگرز کے مطابق بھی یہ گروتھ صحیح نہیں اسلیئے کہ مردم شماری کے تحت انہوں نے شہر کو محدود کر لیا ہے آپ اندازہ لگائیں کوئٹہ میونسپل کارپوریشن کی حدود اب کہاں سے گزرتی ہیں۔ جبکہ سیٹلائٹ ٹاؤن اسمیں شامل نہیں ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ آپ آبادی کو دیکھیں۔ اسکو آپ شہری یا دیہاتی آبادی سمجھیں یہ اس میں شامل نہیں اگر میں اس تمام آبادی کو اس میں شامل کروں تو فگرز اس سے ڈیڑھ گنا ہو جائیگی۔ ہم شہر کی بڑھتی ہوئی آبادی کے دباؤ کو محسوس نہیں کر رہے ہیں۔ ہمیں اسکا اندازہ نہیں ہے۔ لہذا اسطرف ہمیں زیادہ توجہ دینا چاہیئے۔ کوئٹہ شہر کا معیار روز بروز گر رہا ہے اسلیئے کہ آبادی کا پریشر زیادہ ہے۔ انگریزوں کے زمانے میں یہ شہر کس قدر خوبصورت تھا۔ صاف ستھرا تھا انیس سو سینتالیس میں اسکی آبادی ستر ہزار تھی۔ اور یقیناً انگریزوں نے انیس سو پینتیس کے زلزلے کے بعد اسے آباد کرنے کی پلاننگ اس وقت کی سنسز کے مطابق نہیں کی تھی۔ کیونکہ انہوں نے زلزلے کے دو سال بعد آباد کاری کا کام شروع کیا تھا۔ زلزلے کے بعد انگریزوں نے شہر کے دکانداروں وغیرہ کو موجودہ ایوب اسٹیڈیم میں عارضی طور پر رکھا ہوا تھا۔ اسوقت اسے ریس کورس کہا جاتا تھا۔ آج کل یہ اسپورٹس کمپلیکس ہے۔ جب شہر دوبارہ آباد ہوا تو دوکانداروں کو انکی جگہ واپس دی گئی۔ جناب والا! اسوقت انگریزوں نے یقیناً آبادی کی تعداد ڈیڑھ

لاکھ کو مدنظر رکھا تھا۔ لیکن جب انیس سو سینتالیس میں پاکستان بنا تو آبادی کا دباؤ بڑھ گیا۔ کوئٹہ کی چھوٹی سی میونسپلٹی تھی۔ میں خود دو مرتبہ انیس سو اکسٹھ میں کونسلر رہا ہوں بلوچستان کے کونے کونے سے لوگ آرہے ہیں جب میں آبادی بڑھنے اور شہر کوئٹہ کی بات کر رہا ہوں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ لوگ دیہاتی ایریا میں زمینیں خرید رہے ہیں مکانات بنا رہے ہیں۔ کوئی انتظام نہیں ہے۔ ٹھیک طریقے سے ٹاؤن پلاننگ نہیں کر رہے۔ سڑکیں نالیاں ٹھیک طریقے سے نہیں بنائے جاتے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ شہر میں گندی نالیاں آباد ہوتی جا رہی ہیں۔

میں نے اس مسئلہ پر جام صاحب سے ڈسکس بھی کیا ہے میں نے بحیثیت وزیر منصوبہ بندی اور انہوں نے بطور چیف منسٹر اس معاملہ پر بات چیت کی ہے لہٰذا ہم نے ایک اسکیم سامنے لائی ہے دیکھیں ہم کہاں تک اس میں کامیاب ہونگے یہ تو وقت ہی بتائیگا جناب والا! یہ اسکیم سائیٹ اینڈ سروز کہلاتی ہے۔ اسکے تحت ہم نے زمین لینا ہے وہاں پر پلاٹس تیار کرنا ہیں نالیاں۔ روڈز۔ پانی اور گیس کی فراہمی کا انتظام مہیا کرکے عوام کیلئے بنیادی شہری ضروریات ٹھیک طریقہ سے مہیا کی جائیں گے۔ اس اسکیم میں لوگوں کی بنیادی شہری ضروریات کے تحت سڑکیں گلیاں، اسکول، طبی مرکز، مختصر یہ کہ ایک مکمل رہائشی اسکیم مہیا کی جائیگی اور ان تمام باتوں کو مدنظر رکھا جائیگا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ میاں صاحب اب مزید دس منٹ آپ بول سکیں گے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب اسپیکر! آپ فرمائیں گے تو میں آدھا گھنٹہ بھی بولوں گا۔ جیسی آپکی مرضی ہے۔ اب میں اسے چھوڑ کر کوئٹہ سے متعلق معاملات ڈسکس کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے ہمارے صوبائی وسائل ناکافی ہیں۔ ماضی میں ایک کاروائی کوئٹہ شہر کو خوبصورت کرنے کیلئے کی گئی تھی۔ اسکے تحت کیا ہوا۔ سب آپکے سامنے ہے چند پھولوں کی کیاریاں رکھنے سے تو کام نہیں بنے گا اس سے کوئٹہ خوبصورت تو نہیں ہو جائیگا۔ اسکے لیئے اب دو محکمے باہم تعاون سے ایک ماسٹر پلان بنا رہے ہیں یہ دو محکمے لوکل گورنمنٹ

ڈیپارٹمنٹ اور کیو ڈی اے ہیں۔ پلان بنانے کے بعد اس پر عمل درآمد کیا جائیگا۔

جناب اسپیکر! شہر میں آبادی کے دباؤ بڑھنے کے ساتھ ساتھ ہمارے یہاں بلڈنگ کوڈ کا احترام نہیں ہے جس کا دل چاہتا ہے اپنی مرضی کے مطابق بغیر نقشہ میار کیئے بلڈنگ بنا لیتا ہے جناب والا! مجھے ڈر ہے کہ اسکا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ چونکہ اس پر ہمارا کنٹرول نہیں ہے لہذا بلڈنگ کوڈ کا احترام بھی نہیں۔ اسکے نتیجے میں شہری حدود سے باہر جو مکان بن رہے ہیں وہ زلزلہ پروف نہیں۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اگر خدا نخواستہ کچھ ہو گیا تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ بلڈنگیں صحیح کوڈ کے مطابق نہیں بنائی گئیں۔

جناب اسپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں نے کوئٹہ شہر کے اندر بھی کیو ڈی اے کی اجازت کے بغیر نقشہ پاس کروائے بغیر عمارات بنائی ہیں۔ ساتھ ہی کہتے ہیں یہ ہم نے مارشل لاء کے دور میں بنائی ہیں اور اب آپ منتخب ہو کر آئے ہیں ہمیں روک رہے ہیں یہ کیا معاملہ ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں ٹھیک ہے اس سے انکو عارضی طور پر تو فائدہ ہے مثلاً زمین کی بچت ہو گئی۔ جہاں ایک منزل کی گنجائش تھی وہاں بغیر اجازت کے دو یا تین منزلیں بنالی گئی ہیں لیکن یاد رکھیئے ڈر اپنی جگہ باقی ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیونکہ یہ زلزلہ پروف نہیں ہے۔

جناب والا! شہر کی سڑکوں کے بارے میں بولتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئٹہ شہر کی سڑکیں بسوں اور سامان سے لدی ہوئی ٹرکوں کے لیئے نہیں بنائی گئی تھیں یہ محض تانگہ ریڑھا اور لائیٹ ٹریفک کے لیئے تھیں مسئلہ جو چھ مہینے پہلے تھا اب بھی وہی ہے۔ میونسپل کارپوریشن جو مرمت کرواتی ہے پھر حالت وہی ہو جاتی ہے۔ شہر سے بس اڈہ باہر لے جانے کا مقصد یہی یہ تھا کہ یہاں کی سڑکوں پر ٹریفک کا دباؤ کم ہو جائے۔ اس کے لیئے ایک بنیادی جامع پروگرام ہونا چاہیئے۔ میں اس سلسلہ میں لاہور کراچی فیصل آباد اور حیدرآباد کے نام میں لے سکتا ہوں۔ وہاں باقاعدہ انہوں نے ریگولیشن کی ہوئی ہے کہ کس قسم کی گاڑیاں شہر میں داخل ہو سکتی ہیں۔ اور

کون سی گاڑیاں داخل ہونا ممنوع ہیں جیسا میں پہلے عرض کیا کہ کوئٹہ کی سڑکیں اور نالیاں اس مقصد کیلئے تو نہیں بنائی گئی تھیں۔ لیکن اسکے برعکس بھاری گاڑیاں یہاں داخل ہو رہی ہیں۔ سڑکوں کی توڑ پھوڑ اور پانی کے پائپ لائینوں کی کھدائی یہ سب کچھ اس مسئلہ کے حل نہ ہونے میں رکاوٹ ہیں۔

جناب والا! یہاں گیس ایک نئی چیز آگئی ہے گیس کنکشن کیلئے سڑک کھودی جاتی ہے میں کہتا ہوں گیس ایک اچھی چیز ہے خدا کرے کہ سب کو مل جائے لیکن اس کا کنکشن ملتے وقت سڑک کی جو حالت ہو جاتی ہے میرے خیال میں اس سے سڑک کا پورا بیڑہ غرق ہو جاتا ہے۔ دیگر ممالک میں یہ ہوتا ہے کہ سڑک کھودنے کے بعد متعلقہ ادارہ سڑک پھر ٹھیک ٹھاک حالت میں بنا کر دیتا ہے۔ اور اسکی پہلی حالت بحال ہو جاتی ہے۔ جبکہ ہمارے ملک میں اور خاص طور پر کوئٹہ میں ایسا نہیں ہے۔ خدا جانے ریت ڈال دیتے ہیں۔ جب بارش ہوتی ہے بڑا کھڈا بن جاتا ہے اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے برا حال ہوتا ہے جناب اسپیکر! سیوریج نظام کے سلسلہ میں چیف سکریٹری صاحب نے مجھے مشورہ دیا ہے میں ان کا مشکور ہوں۔ اس سلسلہ میں ہم ہالینڈ والوں سے بات کر رہے ہیں اسکی تفصیل بتا کر جناب اسپیکر میں بیٹھ جاؤنگا۔ جناب والا! یہ وائیپر یٹری سسٹم کے پائپ ہونگے جنکو بنایا جائیگا صوبائی حکومت یہ کوشش کر رہی ہے اس بارے میں ہالینڈ سے بات کیجائے۔ لیکن جیسا کہ آپ کو علم ہوگا امداد دینے والے ممالک کی اپنی شرائط ہوتی ہیں لہٰذا انکا مطالبہ ہے کہ اس قسم کے پائپ یعنی آر سی سی پائپ بنائیں جو پریشر زیادہ ہیں اور وہ سیوریج نظام کو بہتر رکھنے کے لیئے ضروری ہیں۔ اسلیئے انہوں نے اس نظام کو پائپ بنانے کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔ اب مذکورہ پائپ کی فیکٹری لگے گی اسمیں پائپ بنیں گے جس کے بعد کوئٹہ میں سیوریج سسٹم ہم لگائیں گے۔ چنانچہ چیف سکریٹری صاحب نے اسکے ساتھ مجھے گراؤنڈ واٹر ڈرینیج کی تجویز بھی دی ہے۔ اسکی بنیاد فلش سسٹم وغیرہ ہم ڈالیں گے انہوں نے مجھے نوٹ بھیجا ہے۔ جو میں نے پی اینڈ ڈی کو بھجوایا ہے۔

جناب والا! اسکے تحت ہم ایک ماسٹر پلان چھوڑ کر جائیں گے۔ یہ اگر ہمارے دور میں پورا ہوا تو بہتر ورنہ کوئی اور تو بہر حال اسے مکمل کرے گا۔

جناب اسپیکر! اسکے ساتھ ہی میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اگرچہ میری تقریر ادھوری رہ گئی ہے میں ساری باتیں نہیں کر سکا تاہم اس مختصر سے وقت میں معزز ایوان کو میں جو بتا سکتا تھا میں نے بتا دیا ہے۔ شکریہ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ صوبہ میں ترقیاتی سرگرمیوں کے بارے میں مزید باتیں کل ہونگی۔

پراچہ صاحب کی معلوماتی تقریر کے بعد اب ایوان کا اجلاس کل یعنی سوموار مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۸۷ کی صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(بعد دوپہر ایک بجکر پینتالیس منٹ پر اجلاس اگلی صبح مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۸۷ تک کیلئے ملتوی ہو گیا)

(گورنمنٹ پرنٹنگ پریس بلوچستان کوئٹہ۔ ۹۲۶۔۴۔۸۸۔ تعداد ۱۷۵ بک)